UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222667
UNIVERSAL
LIBRARY

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

من تصنیف محمد جان تخلص فرحت ساکن سہارنپور محلہ قاضی

مثنوی مہر منیر

بتقاضائے کاتب الحروف منشی محمد عظیم خان ساکن سہارنپور کے

در مطبع مطلع الانوار سہارنپور طبع شد

مثنوی مہر منیر   عظیم خان لوح گزیں   جواب بدر منیر

Checked 1978

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

یہہ ہے مثنوی اک در بے نظیر
سراپا لطافت مین مہر منیر

نہین مثنوی بلکہ گلشن ہے یہہ
سراپا سجا و چمن گلشن ہے یہہ

مثنوی مہر منیر

جو منصف سنین گے کہین گے ضرور
یہہ ہے مثنوی جلوہ کوہ طور

صلہ اسکا دے گر کوئی ادمول
در و لعل و نیلم کو دے تول تول

مطبع کوڑامل گپت رائے سہارنپور طبع شد

سید حکمت حسین ہمہمن سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر خاک پر رکھہ کرون ہون رقم ستایش خداوند لوح و قلم

زبان قلم سے یہی ہے ندا نہ تجسا ہوا اور نہ ہوگا خدا

تیرا کوئی ثانی نہ کوئی سہیم تیری ذات ہی کل شئی العلیم

پرستش تیری ذات کو خوب ہی تیرا نام ہر دل کو مرغوب ہے

رہی حمد مین تیری باغ و بہار زمین و فلک ہی تیری اختیار

وہ الحق کہ ایسا ہی ہے بے نظیر سدا اوسے روشن ہے ماہ منیر

جو ڈالے نظر مہر کی مہر پر کیا خاک پر ذرہ کو جلوہ گر

مہ و خور کی مشعل بناز ر نگار فروزان کئے اوسے لیل و نہار

گہر زیر در آب بالا حباب ز ذات تو گردید ہم فیضیاب

جبین ملک ہے جبین نیاز تیرا آستان وہ ہی ای بے نیاز

[illegible] گل ہو دی آب و تاب

منزہ ہے وہ یار و احباب سے
مبرا ہے وہ خوردن و خواب سے

تہی دست ہی وہ نہ ہے زیر دست
دیار خدائی مین ہے خود پرست

نہ سایہ مین ہے وہ نہ ہی دہوپ مین
مگر جلوہ گر ہے وہ ہر روپ مین

بہونسی وہ نزدیک اور سب سے دور
اوسے نور کا ہر طرف سے ظہور

سحر کو چمن مین گل آفتاب
اوسی نور سے ہی سدا نور یاب

زمین تا زمان انجم و مہر و ماہ
ہین وحدانیت پر سب اوسکی گواہ

اگرچہ وہ نظرون سی مفقود ہے
وہی نور ہر گل مین موجود ہے

اوسی سے ہے روشن چراغ کنشت
اوسی سے ہے سرسبز باغ بہشت

اوسی سے ہی سرسبز گلزار حسن
اوسی سے ہے سرگرم بازار حسن

اوسیکا ہے آتش کدہ بت کدہ
اوسیکا ہے عشرت کدہ غم کدہ

اوسیکا ہے بحر اور اوسیکا ہی بر
خداوند ہے داور داد گر

اوسیکا صغیر اور اوسیکا کبیر
سبہونکا ہے روزی وہی دستگیر

اوسیکا ہے ظلمت اوسیکا ہی نور
اوسیکا ہی مار اور اوسیکا ہے مور

زمین سے لگا تا بعرش برین
کوئی ٹھور سے اوسکی خالی نہین

بشر کی جو آوی نہ ادراک مین
کہ سے رنگارنگ ایسی گل خاک مین

دُر و لعل و یاقوت و شمس و قمر
اوسی نور سے سب ہے جلوہ گر

تامل سے دیکہا بہت غور کر
جہان دیکہا پایا ہی جلوہ گر

اوسیکی ہر اک گل مین ہی رنگ بو ۔ چمکتا ہے ہر ذرہ مین ہو بہو
وہی مالک الملک دانائے غیب ۔ ہے قبضہ مین اوسکے فراز و نشیب
وہی مالک الملک لوح و قلم ۔ اوسیکا حدوث اور اوسیکا قدم
وہی مالک الملک عرش عظیم ۔ اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا نعیم
وہی مالک الملک باغ بہشت ۔ اوسیکا ہی نیک اور اوسیکا ہی زشت
وہی مالک الملک جن و ملک ۔ ہے قبضہ مین اوسکے زمین فلک
نہ آغاز اوسکو نہ انجام ہے ۔ بہار و خزان سے نہ کچھہ کام ہے
درختان عالم بنے گر قلم ۔ سر مو نہو وصف اوسکا رقم
کہین ما عرفنا جہان انبیا ۔ تو کیا وصف اوسکا کرینگا بھلا
کرون کس طرح وصف اوسکا رقم ۔ نہ تاب زبان ہے نہ تاب قلم
تو خرست ہو خاموش اور کر دعا ۔ بدرگاہ شاہنشہ دوسرا
پلا مجھکو ساقی شراب مراد ۔ منور ہو جس سے چراغ مراد

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات واہب العطیات جل جلالہ

الٰہی میری التجا ہو قبول ۔ بحق محمد باٰل بتول
اسے میری مشکل آسان کر ۔ کرم اپنا ہر لحظہ ہر آن کر
رہون دین و دنیا مین آرام سے ۔ سدا انس ہو دین اسلام سے
نہ خادم سے مطلب نہ مخدوم سے ۔ مگر ہووے تجھہ حی قیوم سے

جہان مین نہ مجھکو تہی دست رکھہ   مئی جام وحدت سے سرمست رکھہ
سوا تیرے درکے درِ غیر پر   نہ ہووی دمِ آخری تک گذر
مجھے دین و دنیا مین ممتاز رکھہ   درِ فضل رحمت سدا باز رکھہ
میرا خاتمہ ہووے اسلام مین   مئی عیش ڈھلتی رہے جام مین
غمِ دین و دنیا سے آزاد رکھہ   گلِ گلستان کی طرح شاد رکھہ
مجھے صاحبِ تخت و دیہیم کر   مسخر کنِ ہفت اقلیم کر
جو مخلص ہین میری وہ آباد ہون   جو دشمن ہین میری وہ برباد ہون
الہی مین عاصی ہی مقبول ہون   سدا ذکر مین تیرے مشغول ہون
رہون جب تلک مین بقیدِ حیات   تیری حمد کی جز نہ ہو اور بات
میری باپ اور مان کو مسرور رکھہ   مئی عیش و عشرت مین مخمور رکھہ
میرا وقت رحلت کا جب آن ہو   تیرا فضل اوسوقت رحمان ہو
کہ جب تشنگی سے مین بیتاب ہون   شراب الطہور سے سیراب ہون
سخن کا مجھے ہر گھڑے فکر ہے   یہی لب پہ آٹھو پہر ذکر ہے
عروسِ سخن سے ہم آغوش ہون   سدا عیش و عشرت سی ہمدوش ہون
شگفتہ میرے دل کا گلزار کر   خوشی کا سدا گرم بازار کر
وہ ہو نظم کو میرے تابندگی   مہ و خور کو ہو جسسے شرمندگی
الہی ہو رنگین وہ میرا سخن   جسے دیکھہ پھیکا ہو رنگ چمن

سخن کو میری بخش وہ آب تاب ؛ سدا جسپہ بیتاب ہو آفتاب
زبان قلم سحر آمیز ہو ؛ فصاحت بلاغت سے لبریز ہو
رہے جب تلک بو و رنگ چمن ؛ الٰہی رہے یعنی میرا سخن
رہون دین دنیا مین بے درد و غم ؛ بحق محمد شفیع الامم ؛
یہہ فرحت ختم کر تو بس اب دعا ؛ صفت کر بیان سرور انبیا

نعت سرور کائنات سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

پلا ساقیا ساغر مشکبار ؛ ثنائے محمد ہوئی آشکار
نبی کون یعنی شہ بے نظیر ؛ سپہر نبوت کا بدر منیر
نبی کون یعنی ثمر یا جناب ؛ بیاض نبوتکا کل انتخاب ؛
پڑھی گو نہ ظاہر مین کوئی کتاب ؛ ہوا پر ہر اک علم مین لاجواب
اگرچہ وہ پیدا ہوا خاک پر ؛ ولیکن گیا ہفت افلاک پر
جہان سے کیا ظلمت کفر دور ؛ بامر خدا دل کیا سبکا نور
بتونکے کئے خانہ بالکل خراب ؛ بتایا ہر ایک کو رہ باصواب
جھکے نہ فلک اوسکی تسلیم کو ؛ مسخر کیا ہفت اقلیم کو
بنے نور سے اوسکی خورشید و ماہ ؛ وہی ہے دو عالم کی پشت و پناہ
تولد ہوئے جب وہ فخر الانام ؛ گرے قصر نوشیروانکے تمام
تہ تیغ لایا وہ کفار کو ؛ کیا مبتذل اہل زنار کو ؛

کہانت کا دفتر تو ابتر ہوا | نگون بخت کا اوسکے اختر ہوا
بت و بتکدہ جملہ ویران ہوئی | نجومی و رمال حیران ہوئے
شیاطین کا رایت گرا خاک پر | پڑا طوق لعنت کا ناچاک پر
محمد کی ثانی جہان مین نہین ہے | جہان مین تو کیا آسمان مین نہین
جہکا وصف مین اوسکی سرکو قلم | سر لوح پر کہہ رہا ہے رقم
نبی الورا گو ہے سبسے بہا | ہے سب سے بشکل دنیا مین پیدا ہوا
قدم کی جگہہ اوسکی عرش برین | زمین و فلک اوسکی زیر نگین
جو سایہ نہ تھا قامت انتخاب | وہ سایہ رہا ہمدمی آفتاب
وہ قد اسلئے سایہ سے دور تہا | کہ اعجاز خوبی مین معمور تھا
وہ سایہ تھا معبود کا خود نبی | نہ دیکھا مین سایہ کا سایہ کبھی
گر ہے کس طرح اوسکا سایہ بھلا | کہ نور خدا جسمپہ چھایا رہا
درود اوس پر اور آل پہ بار بار | کہ شام و سحر ہو ہی صدہا ہزار
یہہ فرحت گدا اور تو سردار ہے | شفاعت کا تیری طلبگار ہے
قیامت مین اسکو نہ تم بہولیو | کریمی دو عالم سے بخشوائیو

منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہ

پلا ساقیا ساغر انگبین ہے | ہے در پیش تعریف اصحاب دین
رسول خدا کی جو ہین چاریار | سریر خلافت کی ہین تاجدار ہے

خصوص اونمین بو بکر عالی جناب | سپہر خلافت کا ہے آفتاب
عمر صاحب تخت و دیہیم ہے | مسخر کن ہفت اقلیم ہے
سیوم اور جو عثمان ہے پاک دین | وہ ہے جامع الکلام مبین
چہارم علی ہے یل نامدار | قوی دست در عرصہ کارزار
خدایا محبت مین حسنین کی | سدا مجھکو رکہہ قرۃ العین کی
رہون کفش بردار اصحاب انکا | نبی و علی آل و احباب انکا
یہی بانئی دین و اسلام ہین | یہی بیخ کن جملہ اصنام ہین
ہزارون صنادید کو توڑ توڑ | مسلمان کئے مردمان نو کروڑ
یہہ اربعہ عناصر ہین اسلام مین | بہت جیسے ہین جملہ احکام مین
خسر دو ہین انمین دو داماد ہین | بڑے صاحب عدل اور داد ہین
انہین سے امن اور انہین سے امان | یہہ ہین آفتاب زمین و زمان
مقابل کوئی انکا اخلاق مین | بہلا اک لگا ہی تو آفاق مین
جو دشمن ہے انکا وہ مردود ہے | رسول خدا کا یہہ فرمود ہے
رسول خدا کی جو ازواج ہین | حقیقت مین ہم سبکے سرتاج ہین
نبی و علی ہر دو باآب و تاب | سبکے آفتاب و یکی ماہتاب
سدا اونپہ ہو صد ہزار آفرین | رسول خدا کے جو ہین جانشین

تعریف اوستاد کی

گلابی پیالہ قیا قند کی | ہے درپیش تعریف آخوند کی +

میرے ایک اوستاد طالب علی | علی سے ہے الفت خفی و جلی

زمانہ مین ہے علم کی اوسکی دہوم | خدا نے کیا اوسکو بحرِ علوم

ہر اک علم سے اوسکو پیوند ہے | فلاطون کی روح اوس سے خورسند ہے

سرِ پیرِ سخن کا وہ خاقان ہے | وجودِ سخن کا دل و جان ہے

ہر اک شعر ہے اوسکا یون آبدار | صدف مین ہو جیسے دُرِ شاہوار

عیان اونکی لفظون سے معنے ہیون | تہ ابر خورشید روشن ہو جون

دی آرایشِ نظم کو اسقدر | خجل ہون جب دیکھہ شمس و قمر

ہر اک شعر ہے اوسکا بدرِ منیر | نہین رکہتا عالم مین اپنی نظیر

عروسِ سخن کو دی اتنی جلو | سخن آپ سے اپنا ہو مدح گو

نزاکت رکہے اتنی تقریر مین | لچک جا قلم جسکی تحریر مین

کمر کی کرے وصف جسدم رقم | نہان مثل عنقا کی ہو بس قلم

وہ لکہتا ہے جسوقت وال الصفات | ٹپکتا ہے خامہ سے آبِ حیات

معطر ز مشک و گلاب آن قلم | ارسطون فطرت عطارد رقم

طبیبِ سخن نبض داننده آن | بہارِ سخن باغ سا بے گمان

سلیمان دانش فلاطون نشان | مسیحا نفس عرب شیرین زبان

لکہی اس طرح کی نثر دل پسند | کرے آفرین سن سخن سپہر بلند

وہ ہر فقرے کو دی ہے ایسی جلا	کہ فقرہ ہو خود اپنے اوپر فدا
فصاحت بلاغت مین مشہور ہے	ظرافت لطافت مین معمور ہے
سخاوت مین عالم مین ہے بی مثال	شجاعت مین رستم کو سمجھے ہے زال
اوسے کس طرح سے نہ ہو خرمی	رکہے ہیگا جو اِس طالب علم سے علے
جو ہر ہو تیرا ہووے فرحت زبان	نہو تو بہی وصف اوسکا تجھسی بیان

تعریف ہندوستان جنت نشان کی

عجب طرفہ کشور ہے ہندوستان	سراپا لطافت مین جون بوستان
قلم سے ہو کب اوسکی خوبی رقم	ہر اک شہر ہے جسکا رشک ارم
خصوص اونمین اک شہر مینو سواد	سہارنپور ہے نام عشرت نژاد
وہ مثل چمن شہر آباد ہے	سدا ساکن شہر دل شاد ہے
غضب گلرخان وہانکی بیباک ہین	بہت دل کے لینے مین چالاک ہین
جو زاہد بہی دیکھے تو رویا کرے	سدا اشک سے مونہہ کو دہویا کرے
ہزارون گل اندام تدبیر سے	بسی ہین وہان آکے کشمیر سے
کرون حسن گر وہان کا تحریر مین	غرض حسن ارزان ہو کشمیر مین
طرحدار دلچسپ بازار ہے	لگا رہی در و بام دیوار ہے
دو روی دوکانین ہین استادگی	نظر جس سے خیرہ ہو مہتاب کی
مہیا ہے اسباب اطراف کا	خطا اور ختن اور کہہ قاف کا

کسیکو جو کچھہ چیز درکار ہو ٭
زبان سے نہ نکلے جو تیار ہو

صفائی ہی اس درجہ بازار کی
تمنا ہے پریونکو دیدار کی

یہہ ہے سنگریزونکو تابندگی
جواہر کو ہو جس سے شرمندگی

کرون گر عمارت کی خوبی نوشت
قلم ہو میرا رشک طوبے بہشت

مطلا منقش درو بام ہین
سدا مسند آرا دلارام ہین

بہت غور کر دیکہا اطراف سے
ہے معمور ہر کوچہ اشراف سے

جو ہے جامع مسجد وہ اک نور ہے
سراپا لطافت مین معمور ہے

ہزارون ملایک بصد انکسار
ہین جاروب کش اوسمین لیل و نہار

پڑہے گر کوئی ایک ہی وہان نماز
گنہ بخشدے اوسکے سب بے نیاز

بلندی سے اوسکی ہوئی پست دیر
اوسیکی بدولت ہے ہم سبکی خیر

اسی در پہ یارب میرا فرق ہو
سر مو نہ اس مین ذرا فرق ہو

یہان تنگ ہے دلچسپ صحرا تمام
یہی چاہے دل رہی وہان صبح و شام

کہین چاہ منبع کہین اور جہیل
کہی تو کہے کوثر و سلسبیل ٭

جو سبزہ ہے نہرونکے اطرافمین
زبان گنگ ہے اوسکے اوصافمین

بہر از قند شکر ہے آب زلال
ہر اک چیز ہے اوسکی دور از خیال

ہزارون وہان مالدہ کے شجر
تر و تازہ آٹہو نپہر دشت و بر

اگر بلبلین دیکہلین خار کو ٭
نہ دیکہین کبہی روئے گلزار کو

خزانکو نہ ہرگز وہان بار ہے
سدا نرگس باغ بیدار ہے

ارم نقل ہے اور وہ اصل ہے
نظر بد کو ہرگز نہ وہان دخل ہے

فقط ہند ہی مین نہین انتخاب
وہ ہے ہفت اقلیم مین لاجواب

رہے جب تلک مہر زیب سپہر
الٰہی رہے یون ہی آباد شہر

آغاز داستان نادر بیان

وہ ساقی پلا ساغر مشک بار
مہکنے لگے جس سے شہر و دیار

نئی اک کہانی لکھون بے نظیر
ہے جسے رشک کہا دیکھہ بدر منیر

کسی شہر مین تہا کوئی شہریار
کہ تہا وہ شہنشاہ گردون وقار

بہت گنج و اقبال سے سربلند
بہت حشمت و جاہ سے ارجمند

کئی بادشاہ اوسکے فرمان گزین
خطا اور ختن اوسکی زیر نگین

سلیمان شکوہ و فریدون حشم
فلاطون طبیعت عطارد رقم

جہانتک تہے سلطان اقالیم مین
سدا اوسکی رہتے تہی تسلیم مین

امور خلافت مین وہ طاق تہا
بہت خلق مین شہرہ آفاق تہا

کہ تہا پرتو حق کا دیہیم پر
حلم اوسکا تہا ہفت اقلیم پر

فزون دبدبہ اوسکا جمشید سے
زیادہ شکوہ اوسکی خورشید سے

سکندر سے افزون تہا اقبال مین
غرض خوش تہا ہر وقت ہر حال مین

اگر اوسکی لشکر کی کیجے شمار
کئی لکہہ پیادہ کئی لکہہ سوار

نہ خاطر مین غم اور نہ دلمین ہراس
طبیعت مین اس درجہ انصاف تہا
کرون گر سخاوت کو اوسکی رقم
نہ مفلس کوئی اور نہ بیکار تھا
عجب شہر تہا اوسکا مینو نظیر
عمارت تہی وہان خشت بلور کی
مطلا منقش وہ دیوار و در
زمین سبز و سیراب اور کارکشت
کہین چاہ منبع کہین لالہ زار
عجب شہر کا اوسکے بازار تھا
دو روئی دوکانونکی یہہ آب و تاب
برابر دوکانین یون بازار کی
دوکاندار وہان کے نہ انسان تہی
ہراک صاف رہ ایسا بازار کا
جو تھا بیچ بازار کے ایک چوک
وہ تھا خوشنما چوک بازار کا
کہین سیٹھ بیٹھی بڑی شان سے

خزانہ بہت اور سپاہ بے قیاس
جہان تا جہان عدل سی صاف تہا
قلم ہو میرا شاخ نخل کرم
جواہر کا ہر گہر مین انبار تھا
سراپا لطافت مین بدر منیر
کہی تو کہ مورت تہی اک نور کی
سراپا لطافت مین شمس و قمر
سراپا لطافت مین باغ بہشت
ہراک جا پہ گلگشت باغ و بہار
نہ بازار تھا بلکہ گلزار تھا
شب چاردہ مین ہو جون ماہتاب
مسلسل ہو جون زلف دلدار کی
فلک سے اوتر آئی غلمان تہی
کہی تو کہ تختہ تھا انوار کا
کسیکو وہان سے نہ تہی روک ٹوک
ملایک کو ہو شوق دیدار کا
کہی تو عجب سانہ و سامان سے

کہین بیٹھے ساقن بنائی ہوئے — خمیرہ کا سلفہ جمائے ہوئے

کہی جو کوئی اسکو صاحب پیئے — نہ بہولے مزا اسکا جب تگ جئے

کہین کونجڑن یہہ سے کہے باربار — ولایت سے کے ہین تازہ سیب انار

کہین چوڑی والہ کہین تارکش — سجے اور سجائے ہوئے ماہوش

کہین اشرفی اور جواہر کہین — دلاور کہین زور آور کہین

کہین تاشہ مرفہ کہین جہانج ڈہول — تماشایو لنکا ہراک جاپہ غول

کنرک اسطرف اور اودہر می فروش — ہراک جاپہ بازار یولنکا خروش

کہین دختر باغبان کر درست — لئی بیٹھے گل بینی چالاک چست

تنبولن جو بیٹھے تہی دو کانمین — کہے تو پری تہی پرستانمین

صبح سے لگا کرکے تا وقت شام — رہے گردمین خلق کا اژدہام

مزافر کہین اور زردہ کہین — شرلفیہ کہین اور سردہ کہین

کہین نان حلوہ کہین تہے کباب — ہراک اپنے موقع سے اور لاجواب

جلیبی کہین اور کہین نوزیات — کہین قند رکہا کہین تہی نبات

کہین مالدہ اور کہین انبہ خاص — خریدار اونکے غرض عام وخاص

کہین بین بجتے کہین ساز وہان — نئی سنتے ہروقت آواز وہان

بہشتی ادہر اور اودہر جا بجا — پہرین مشک کاندہی کی اوپر اوٹھا

کٹورے کی جہنکار آہستہ چال — کرے سننے والونکا دل پائمال

کسیکا کوئی ہاتھہ مین لیکی ہاتھہ — سر شام نکلی لطافت کی ساتھہ

کسیکے کوئی جانور ہاتھہ مین — سگِ دم بریدہ مگر ساتھہ مین

کوئی زوم مین آ اکڑتا چلے — غرض ہر کسی سے بگڑتا چلے

وہ تن تنکے چلنا سرِ شام کو — دکہانا جو انیکے ایام کو

طوایف جو آتی تہی بازار مین — قیامت کو لاتی تہی رفتار مین

وہ تن تنکے چلنا نئی چال سے — قیامت غرض چال اور ڈہال سے

کوئی دوش پر چہوڑ کاکل چلے — کرے دل کو عالم کے اوپر تلے

کسیکا کوئی بال بکہرا ہوا — وہ براق سا چہرہ نکہرا ہوا

کسیکو انگوٹھا دکہائے کوئی — غرض چٹکیو مین اوڑائے کوئی

کسیکو کوئی گل اشارہ کرے — کسی سے کوئی گل کنارہ کرے

کوئی حسن مین اپنے مغرور ہو — کسیکو کہے چل پرے دور ہو

کسی سے کوئی جان انجان ہو — کسی پر کوئی جان قربان ہو

کسیکو کوئی بند انگیا کے کہول — دکہائی غرض چہاتیان گول گول

کوئی اپنا دامن جہٹکتی چلے — دہرے ہاتہہ کولے مٹکتی چلے

کوئی پائنچے گل سنبہالے ہوی — کوئی ہاتہہ مین ہاتہہ ڈالے ہوئی

کوئی اپنی چہلبل دکہاتی چلے — نظر ہر کسی سے لڑاتی چلے

کوئی شوخ دیدہ کوئی چپ چہنال — کوئی فعل صوفی مین صاحب کمال

کوئی سرو قامت کوئی گل عذار — جوانیکا جوبن کچھ انکا ابھار
کوئی اپنے عاشق سے باتین کرے — لگاوٹ کی القصہ گھاتین کرے
کوئی ترچھی نظرو نمین گھایل کرے — کوئی باتون باتون مین گھایل کرے
ڈوپٹہ کسی رخ سے سرکا ہوا — غرض شعلۂ حسن بھڑکا ہوا
کوئی اونچی کرتی او تارے کہین — کوئی بال بکھرے سنوارے کہین
کسیکا تہا سینہ کہلا تا بناف — کسیکا تہا پیچہے چمکتا مباف
کوئی بالے پن مین ہی مشتاق تہی — غرض عشق مین شہرۂ آفاق تہی
کسی سے ہنسی کوئی پردہ کے اوٹ — پس پردہ ہو جائے دل لوٹ پوٹ
کسی سے کوئی دل لگائے ہوئے — بنائے ہوئے اور سجائے ہوئے
کہے نالکہہ سے کوئی بد سرشت — مقابل نہین میری حور بہشت
پری کو نہ چہوین پر میرے تاب — مجہے دیکہہ بے تاب ہو آفتاب
ابہی وہ چہپانے مین ہون طاق مین — مقابل نہین میری آفاق مین
جو اکبار آجائے بس کید مین — فرشتہ نہ چہوٹے میری قید مین
گئی تہی جو کل سیر بازار مین — پہنسالائی صد ہا طرحدار مین
جو تتلی کی پڑجاتی مجہہ پر نظر — کرے خاک قدمونکی کحل البصر
کرشمہ کہین اور کہین ناز وہان — غرض عیش و عشرت کا دربار وہان
کہین سادہ پن اور کہین بانکپن — نرالی ادا اور نرالا چلن

کہین چہلیان اور ٹہو کہ کہین
غرض لانا قابو مین رو کہ کہین

کوئی اپنے گہر مین زہرہ جبین
بجاتے تہے تفریح طبع کو بین

کوئی نازک اندام اک ناز سے
سر کرسی بیٹہی تہی انداز سے

نشہ مین جوانیکے مخمور تہی
یہی ان بان اوسکو منظور تہی

کوئی اپنا حقہ لیئے وانمود ہے
لگی تہی دود جگہہ زود زود

چہپر کہٹ پہ بیٹہا کوئی گلعذار
دکہاتی تہی بازار یونکو سنگار

کوئی سرخ جوڑی مین ملبوس تہی
اسی رنگ سے گویا مانوس تہی

کوئی شال اوڑہی ہوئی گلبدن
سراپا لطافت مین گل یاسمن

کوئی اپنے بالونمین کنگہی کرے
منافی زری سے دو رنگی کرے

کوئی ہنستی اور مسکراتی کوئی
نظر سے نظر کو لڑاتی کوئی

کہین پہول پان اور کہین عطردان
کسیکی سرہانے دہرا پاندان

کوئی خوب رو اور کوئی ماہ رو
قیامت کا تہا اغرض ہو بہو

کہین راگ رنگ اور کہین کہیل کود
خوشی کی غرض ہر طرح سے نمود

خوشیکا وہان گرم بازار تہا
ہر اک گل کی طرح سے گایا تہا

عجب شہر دلچسپ بازار تہا
کہے تو کہ گلگشت گلزار تہا

عجایب مکان اور عجایب مکین
سراپا لطافت مین خلد برین

مکان جو کہ تہا خاص سلطان کا
تہا آرام دل جن و انس کا

مطلا منقش وہ تعمیر تھی
سراپا لطافت مین تصویر تھی

سدا ماہتاب فلک کانپ کانپ
چلے اوسکی جانب سے مونہہ ڈھانپ ڈھانپ

کوئی دیکھتا اوسکو گرجا کے دور
تو کہتا کہ ہے شعلۂ کوہ طور

بلندی پہ ہرگز نہ ہو دست رس
نہ پہونچے ملک گر اوڑے سو برس

منڈھے بام و در جملہ کمخواب سے
تجلے مین کم تھے نہ مہتاب سے

وہ آرام دل جن و انسان تھا
ہر اک طاق رشک گلستان تہا

کوئی متصل اوسکے تھی ایک جھیل
کہے تو کہ تھی کوثر و سلسبیل

کبھی پالکی مین کبھی فیل پر
غرض سیر کو آنا وہان جھیل پر

یہی اوسکا دستور معمول تھا
نشاطہ طرب ساتھہ مشغول تھا

اوسی اپنے دستور سے شہریار
ہوا جلوہ افزا غرض ایکبار

جو دیکھے تو اک مرد پاکیزہ رو
سر جھیل بیٹھا ہے فرخندہ خو

سعادت نمودار رخسار سے
اصالت نمودار کردار سے

نہ دنیا خطرا نہ عقبی کا ڈر
طرف اپنی خالق کی مد نظر

نہ فکر معیشت نہ فکر لباس
نہ چوریکا خطرا نہ غربت کی پاس

امیرونسے نفرت فقیرونسی شوق
شب و روز وردو وظایف سے ذوق

رہی متصل شہر کے دور دور
غرض اہل دنیا سے اوسکو نفور

کسی شئے کی شہ کو نہ درکار تھی
وہ سب گہر مین موجود تیار تھی

ہزارون کنیزک ہزارون غلام — مہ طلعت و سرو قد خوشخرام
کہڑے سے دست بستہ رہین روبرو — کوئی چپ کوئی راست فرخندہ خو
رہا کرتے خدمتمین حاضر ہمیشہ — ہر اک طرح کا اوسکو حاصل تہا عیش
پسر کے نہ ہونیکا آزار تھا — گل عیش مین اوسکی خار یہہ تھا
یہی رنج تھا اوسکو ہر دم مدام — شب و روز آہ ہونیہر صبح و شام
جو دیکہا خداترس سلطان نی — جہان و جہانکے دل و جان سے
کہا گر ہون اپنا اظہار بھید — ہرا وہ ہے میرے اس سے شاید مراد
یہہ کہہ دل مین تجویز اور ہو کی بخت — چلا اوسکی جانب تبہی نیک بخت
ادا پہلے کی رسم تسلیم کی — بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
دو زانو گیا بیٹہہ دلریش ہو — کہ جب کوئی مرد درویش ہو
جہکا کرکے سر اور بڑہا کرکے دست — لگا عرض کرنے کہ ای حق پرست
کرون عرض گر میری ہووے قبول — برائے محمد برائے بتول
کہا شہ کو اوس مرد ہشیار نے — کہ یعنی خدا بین و دیندار نے
جو کچھہ دل مین ہے تیری اظہار کر — نہ اسرار کر بلکہ تکرار کر
کہا مجہکو مطلب نہین مال سے — ہے موجود سب تیرے اقبال سے
مکان خاص تعمیر ہے سنگ کا — جواہر ہے موجود ہر رنگ کا
ہزارون کنیزک شبستان مین — کہلے گل ہین گویا گلستان مین

رہین سر بہ تسلیم صد ہا امیر
کھڑے ہے دست بستہ صغیر و کبیر

نہین ہے کوئی وارثِ تخت و تاج
جو لے بعد میرے رعیت سے باج

رکھے سر پہ جو افسرِ دیہیم کو
مسخر کرے ہفت اقلیم کو

کہ دہر مین یہہ بات مشہور ہے
چراغِ شبستان جو بے نور ہے

نہ ہو پور اپنے تو پھر کور ہے
جہان کا یہی رسم دستور ہے

کہا شہ کو اوس مرد درویش نے
بہت ہو کے آزردہ دل ریش نے

خدائی مین مجھکو نہین دسترس
کشادہ نکر اس مین پائی ہوس

نہین پاس اپنے کوئی پور ہے
مگر اوسکی رحمت سے کیا دور ہے

تو درگاہ مین اوسکی فریاد کر
سدا نام سے اوسکی دل شاد کر

سدا اوسکی رحمت کا در باز ہے
زمین و فلک مین یہہ آواز ہے

خداوند ہے آسمان و زمین
جہان آفرین بلکہ جان آفرین

تو کر عرض حاجات خلاق سے
کہ یعنی خداوند رزاق سے

نہین اوسکی رحمت سے ہی کچھ بعید
کرے شام غم کے تئین روز عید

کیا کر تو مسجد مین روشن چراغ
ملیگا مقرر تجھے شب چراغ

یہی ہے تیرے درد و غم کا علاج
رعیت سے کر دور اندک خراج

فقیرونکو کہانا کہلایا کرو
نہ ہرگز کسیکو ستایا کرو

فقیرونسے کرنا نہ ہرگز گریز
نہ عاجز پہ کیجو نظر تیز تیز

یہی نیک بندو لگا ہوتا ہے کام ۔ اسی سے بر آتی ہین مقصد تمام
امیرون فقیرونکی سنتا ہے وہ ۔ غرض رفع حاجات کرتا ہے وہ
تیرا نخل امید ہو بار ور ۔ رہے تو جہامین بصد کر و فر
ہے لا تقنطو آیا قرآمین ۔ لکھا ہے یہی سب ہے خاص قرآنمین
مین کرتا ہون اب تیری خاطر دعا ۔ بر آوے ترے دل کا سب مدعا
سر خاک پر رکھہ جبین نیاز ۔ لگا عرض کرنے کہ اے بے نیاز
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ۔ دعا کند من کنم مستجاب
کرامات درویش ظاہر ہوئی ۔ دعا نزد مقبول داور ہوئی
قدم شاہ صاحب کے لب چوم کر ۔ کئی بار اطراف مین گہوم کر
چلا گہر کی جانب خجستہ خصال ۔ نشاط و طرب تہا فرخندہ فال
خدا کی جو قدرت ہوئی کاملہ ۔ ہوئی زوجہ اک شاہ کی حاملہ
حمل کی جو ہونے کی شہرت ہوئی ۔ خوشی ہر کسیکو نہایت ہوئی
مہ نو کی طرح بڑہا روز روز ۔ خجالت وہی ماہ گیتی فروز

داستان پیدائش مین شاہزادہ افتابکی

پلا ساقیا ساغر دلپذیر ۔ طلوع ایک ہوتا ہے ماہی منیر
زمانہ سے ہے دور اب درد و رنج ۔ ہین پیر و جوان الغرض نغمہ سنج
نو ہی جب سے مہینے کا آیا آخیر ۔ ہوئے شادمان سب صغیر و کبیر

تولد ہوا یعنی شہ کے پسر
نہایت طرحدار رشکِ قمر

وہ صد رشک خورشید پیدا ہو
جہان حسن پر اوسکے شیدا ہوا

پری اوسکو پہونچے نہ جن و بشر
کہے تو ہوئے ماہ خور جلوہ گر

اوسے دیکھہ بولے صغیر و کبیر
ہے بحرِ لطافت کا دُرِّ منیر

یہہ شہرت ہوئی حسن کی شہر مین
کوئی اِسکا ثانی نہین دہر مین

جو رخ دیکھا اوس گل کا با آب و تاب
رکہا نام سب نے غرض آفتاب

جہان تک کے تہے خواجگان و امیر
دعا دیکے بولے صغیر و کبیر

مبارک ہو ای شاہ فیروز بخت
خدا نے دیا وارث تاج و تخت

رہین اسکے فرمان گذین خاص و عام
غلامی کرین اِسکے شاہان تمام

یہہ گلفام آنکہونکا مایہ رہے
ہما کا سدا سر پہ سایہ رہے

جہان تا جہان اسکا پابوس ہو
سدا سر پہ تسلیم کاؤس ہو

رہے دبدبہ اسکا اطراف مین
بجے کوس نصرت سدا قاف مین

ستارہ سا ہر دم چمکتا رہے
سدا مثل گل کی مہکتا رہے

جو دشمن ہین اِسکی وہ برباد ہون
سدا اِسکی احباب دل شاد ہون

یہہ عشرت جو پہونچی رہی گوش تک
رہے شہ کے باقی نہ پہر ہوش تک

خزانہ کا در شاہ نے کہولکر
جواہر دیا الغرض تول کر

خوشی مین ہوئی گال گل پہولکر
سوا زر کے بخشا نہ بس پہول کر

جو سایل ہوا آ کے ایک دام کا
کیا اوسکو فرمان روان شام کا

کیا جسنی بس شاہزادیکا نانو
خوشی مین دیا الغرض اوسکو گانو

اسیرونکو زندان سے باہر کیا
خوشی کو غرض اوسنے ظاہر کیا

خواصونکو خلعت جو بٹنے لگے
دُرِ لعل و یاقوت لٹنے لگے

پیادونکو گھوڑے سوارونکو زر
دیا الغرض اوسنے لعل و گہر

کسیکو اشرفی کسیکو طعام
کئی لاکھ آزاد باندی غلام

بجے شادیانے جو بس شہر مین
پڑا غلغلہ اسکا بس دہر مین

جو نوبت کی بجنی کی شہرت ہوئی
خوشی ہر کسیکو نہایت ہوئی

جدہر دیکھیے اوس طرف ازدہام
خوشی کی ہر طرف دہوم دہام

ہوئی روشنی جابجا شہر مین
چمک جسکی پہونچے غرض دہر مین

غرض دیکھہ ہر گہر مین روشن چراغ
خوشی سے ہوا شہ کا دل باغ باغ

دری شہ پہ آثار چھٹنے لگے
چمن باغ باڑیکے لٹنے لگے

ٹپا خا کہین اور کہین پہلجھڑی
تماشہ کو ہر طرف خلقت کہڑی

خوشی کی جو توپین لگی چہوٹنے
تماشے کو خلقت لگی لوٹنے

وہ کثرت سے خلقت کی رستہ اڑی
جدہر دیکھیے اوسطرف تہی کہڑے

دیا حکم یہہ شاہ نے بس تمام
تماشہ کو آوین سبھی خاص و عام

رہے گہر مین باقی نہ اک مرد پیر
کہو یہہ کہ آوین صغیر و کبیر

غرض سنکے شادی کی تب ساریاں — تماشے کو نکلیں زنیں کنواریاں
امیر اور فقیر اور باندی غلام — خلعت اور انعام پاویں تمام
سجاوٹ تھی اس درجہ بازار کی — خجل جس سے کیاری تھی گلزار کی
سجایا بہت اوسنے دیوانِ عام — دیا حکم آویں سبھی خاص و عام
سجے اور سجائے ہوئے چوبدار — کھڑے دست بستہ پئی کاروبار
پری کے پرے اور گروہ کی گروہ — کھڑے دست بستہ غرض باشکوہ
طوایف کہیں ہند اور روم کی — کہوں کیا کہ جوڑی بڑی دھوم کی
کہیں ناچ کتھک قیامت غضب — کہیں ناچ کشمیریوں کا عجب
کہیں ناچ رنگ اور کہیں راگ رنگ — خوشی کی غرض ہر کسیکو امنگ
کسیکی چمکتی تھی بالی کی نوک — ادہر اور ادہر ہر طرف نوک جھوک
کسیکے تھی محرم کو اطلس کی گوٹ — کرے تھی دلوں کو بہت لوٹ پوٹ
کسیکا تھا جھومر جھمکتا ہوا — بدن زیر کرتی جھمکتا ہوا
کڑے سے کڑے کو بجاتی کوئی — جوانیکا جوبن دکھاتی کوئی
کوئی اپنا دامن اوٹھاتی چلے — بدن گوری گوری دکھاتی چلے
سنواری کوئی اپنے توڑے چھڑی — دکھلائے کوئی اپنے نادر کڑے
کسیکو کوئی مسکرا مسکرا — دکھاوے غرض اپنی ناز و ادا
کوئی گھنگرؤں کو بجانے لگی — کمر ریکا جوڑا دکھانے لگی

اوٹھانا ہاتھ چھاتی پہ رکھنا عجب
تھرکنا بدلنا قیامت غضب

کبھی چٹکیاں اور تالی کبھی
بتانا غرض لاؤ بالی کبھی

کبھی بیٹھ نین گاہ ہوتین رواں
خراماں خراماں یہاں اور وہاں

اوٹھا ہاتھ سبکو بتاتی تھین وہ
لچین پیاری پیاری دکھاتی تھین وہ

کرتی کوئی ماہ رو چھالیاں
دکھاتی کوئی گلبدن بالیاں

کسی سے ملاوے کوئی ہاتھ یاں
سنواری کوئی گلبدن مانگ واں

اوٹھین حکم شہ سے وہ سب ایکبار
کوئی ماہ رو اور کوئی گلعذار

غرض گھونگرون سبکے بجنے لگے
بدن زیر کرتی تھرکنے لگے

کبھی ناچنا رکھکے چھاتی پہ ہاتھ
خراماں خراماں ادا ونکی ساتھ

دو زانو کبھی بیٹھ گاتی تھین وہ
ادا ناز غمزہ دکھاتی تھین وہ

کمر کو جھکانا کبھی ناز سے
کبھی بیٹھ جانا اک انداز سے

کبھی مسکرانا ادا ونکی ساتھ
کبھی ناچنا رکھکے چھاتی پہ ہاتھ

جھکنا بدلنا قیامت غضب
وہ ہو تونکی مستی قیامت کی شب

کبھی بیٹھنا اس نزاکت کی ساتھ
چھپا کر بدن رکھکی چھاتی پہ ہاتھ

چھٹی رنگ یہہ عشرت کا ساماں ہوا
ہر ایک ماہ رو بس خراماں ہوا

گئے دن رہا خلق کا اژدہام
گلی کوچہ بازار مین دھوم دھام

تولد کا جب سال ہوتا شروع
وہی اختر عیش تہا طلوع

غرض دود اوس ماہ کا جب چھٹا — کہون کیا کیسی لاکہہ من زر لٹا

وہی راگ تہا اور وہی رنگ تہا — وہی ساز تہا اور وہی چنگ تہا

وہی جابجا خلق کا اژدہام — وہی گلہ خونکی غرض ہوم دہام

مکان ایک ستہرا سا بنوا دیا — چمن ایک چہوٹا سا لگوا دیا

چمکتے ہوئے ہر طرف بام و در — ہر اک گل سپیدی مین شہاب قمر

گل و پہول سب اوسمین عنوانکے — تہے کچہہ چین سکے کچہہ بدخشانکے

نگاری تہی دیوار ایوان کی — کیاری ہو جیسی گلستان کی

لگے اوسمین آئینہ تہے ہر طرف — لگانے مین اوسکے ہوا زر صرف

تصاویر یہہ دریہہ ہر رنگ کی — صدا ہر طرف بربط و چنگ کی

غرض جانور اوس مین اقسام کی — کہین روم کی اور کہین شام کی

جدا رنگ ہر لحظہ ہر آن تہا — یہہ سب عیش کا اوسکی سامان تہا

تکلف کا فرش اوس مین بچہوا دیا — چقین اور پردونکو لٹکا دیا

پلنگ ایک سونیکا بچہوا دیا — بساط اور تکیونسے سجوا دیا

ہزارون خواص اور ہزارون کنیز — نہایت طرحدار وافر تمیز

سراسر مغرق جواہرات مین — رہین رات دن اوسکی خدمات مین

ہر اک اپنی پوشش مین بازیب زیب — نہایت طرحدار عالم فریب

خور و نوش سے ہر کوئی بی نیاز — کوئی دل نواز اور کوئی سرفراز

کوئی مکھہ لگن اور کوئی چت لگن
کوئی نسترن اور کوئی گلبدن

کوئی زعفران اور کوئی ارغوان
کوئی کہکشان اور کوئی زرفشان

کوئی سیوتی اور کوئی گلاب
کوئی مشتری اور کوئی ماہتاب

رسیلی کوئی اور نکیلی کوئی
سہیلی کوئی اور چنبیلی کوئی

زمرد کوئی اور جواہر کوئی تو
ثنا اور کوئی مہر خاور کوئی

پہرین ہر طرف مسکراتی ہوئی
بہرنگ چمن کہل کہلاتی ہوئی

ادہر اتیان اودہر جاتیان
دکہاتی پہرین الغرض چہاتیان

کوئی اوس کو گلفام جہاتی لگا
دکہاتی پہرین اپنی نازو ادا

کوئی گلبدن اوسکو آغوش مین
رکہی رات دن اپنی آغوش مین

کوئی سورہ اخلاص کا دم کرے
کوئی دیکھہ دیکھہ اوسکو ہردم جئے

دعا کوئی مانگے بس اقبال کی
عمر اسکی یارب ہو صد سال کی

ملاخیہ نے دایونکو تاکید کی
دُر و لعل کی اونکو امید کی

چمن سے نہ باہر نکالو اسے
سدا عیش و عشرت مین پالو اسے

بدنکو نہ دیکھے کبھی اسکی دہوپ
زمانہ نلاوے کوئی اور روپ

کبھی جا ہہ اس گل کا میلہ نہو
ستارہ لنسی یہہ مہہ اکیلی نہو

کہری فرش مخمل پہ آرام یہہ
غرض خوب سوئی گل اندام یہہ

یہی تمکو کہتا ہون بس صاف مین
رہو رات دن اسکی اطراف مین

سے گلے مین کئی اوسکے تعویذ ڈال
کہا شہ نے سونپا مین باذوالجلال

زمانے سے آسیب آوے نہین
جن و بہوت اسکو ستاوے نہین

نظر بد سے پہونچے نہ اسکو گزند
سدا اسکا دشمن رہے دردمند

وہ گلفام جب پاؤن پہرنے لگا
کسینے زمین پر نہ دہرنے دیا

رہین پتلیون پر اوٹہائے ہوئے
غرض اپنی چہاتی لگائے ہوئے

چمن مین کبہی اوسکو لاتین تہین وہ
گل و لسترن کو دکہاتی تہین وہ

ہنساتی کبہی اور کہلاتین کبہی
عجائب تماشہ دکہاتین کبہی

نہ سختی کو لاتین کبہی بات مین
الگ اوس سے ہوتین نہ دن رات مین

کہلونے کہین چین اور روم کے
دہرے اوسکی آگے بڑی دہوم سے

غرض عیش و عشرت مین پالا اوسے
چمن سے نہ باہر نکالا اوسے

وہ پہونچا جو گل چودہوین سال مین
گیا یعنی یہ برج اقبال مین

وہی ساز اور شادمانی ہوئی
نئے سرسے پہر زندگانی ہوئی

داستان جمع کرنے سامانکین

کہا شہ نے اک روز دربار مین
مہیا ہو اسباب سرکار مین

امیر و وزیر اور ارکین اب ہا
غرض یہ کہ آوین سلاطین سب

سجاوٹ کا اس درجہ سامان ہو
جسے دیکہہ حیران بنی جان ہو

توقف نہ کچہو کسی بات مین
مہیا ہو اسباب دن رات مین

چوبدارونکو اب جا کہیو
یہ نقار خانہ مین کہہ آئیو

کہ نوبت خوشی کی بجاوین شتاب — نکلتا ہے کل سیر کو آفتاب
خوشی کی وہ باجے بجاتے چلین — تماشائیونکو ہٹاتے چلین
امیر و وزیر اور سب اکیسردار — غرض جو کہ تھے شاہ کی جان نثار
اسی دن کے سب تھے منتظر سب امیر — نکلتا ہے کب رشک بدر منیر
اوسی دم وہ سب کام کرنے لگے — خوشی کی غرض سانس بہرنے لگے
بشاشت سے چہرے چمکنے لگے — خوشی کے سبب تن دہمکنے لگے
کہون کیا غرض آنکی آئینین — مہیا کیا لاکے دالانمین
بیان کیا کرون وہانکے سامان کا — چمکنے لگا صحن دالان کا
دیا حکم یہہ میر تعمیر کو — سنواری ابہی جاکے بازار کو
گلی کوچہ جتنا ہے بازار کا — نمونہ کرے جاکے گلزار کا
مڈہے جاکے اطلس درو بام سے — جو آیا ہے بجا ہوا شام سے
سجاوٹ ہو اس درجہ بازار کی — کہلے جیسے کیاری ہو گلزار کی
چقین اور پردے دوناکرکے درست — دوکاندار ہو بیٹہین چالاک چست
کہا خانسامان کو ہشیار ہو — غرض صبحدم خاصہ تیار ہو
اگر صبح خاصہ مین کچہہ دیر ہے — تیری جان کی پہر نہین خیر ہے
امیر و وزیر اور سب جان نثار — ہوئے الغرض دل سے منت گذار
وزیرونکو فرماکے فیروز بخت — محل مین گیا شاہ بیدار بخت

داستان سیر بازار کے جانے مین

پلا ساقیا ساغر مشکناب — نکلتا ہے اب سیر کو آفتاب
جہان تا جہان شادمانی ہے آج — سبہون کے تئین کامرانی ہے آج
تامل نہ کر اور نہ کر دیر تو — ذرا ساغر مے کی کر سیر تو
کہان یہہ جوانی کہان پہر یہہ نور — مثل ہے کہ ہے چار دن کا سرور
ہوئی جلوہ آرا جو صبح عروس — لگے بوسنے جا بجا سب خروس
لیا ماہ نے رخ کے اوپر نقاب — اوٹہا آنکہہ ملتا ہوا آفتاب
اودہر صبح نے چاک داماں کیا — اودہر جشن کا سب نے ساماں کیا
وہ سوتا تہا جس شبستان مین — کہی تو کہ تہا نور دالان مین
کہا تہہ نے رخ سے اوٹہا کر نقاب — اوٹہو بستر خواب سے آفتاب
تو اے راحت جان بیدار ہو — شتابی سے نہا دہو کے تیار ہو
اوٹہا اوسکی چہرے سے جب دم نقاب — نکلتا ہے بدلی سے جون آفتاب
ہزارون غلام اور ہزارون کنیز — بہت خوبصورت بہت باتمیز
غرض ہاتہہ ڈال اوسکی اندام مین — اوٹہا لیگئے اوسکو حمام مین
برہنہ ہوا اوسکا اندام جب — رہے حسن کو دیکہہ حیران سب
تن نازنین اوسکا اوبہرا ہوا — گلستان خوبی کا نکہرا ہوا
یہہ زلفون کا عالم تہا رخسار مین — نظر آئے جون ابر گلزار مین

ہوا غرق پانی مین یون اوسکا تن ۔ نظر آئے شبنم مین جون نسترن
غرض دیکہکر اوسکی چہرے کی جوت ۔ لگے واہ واکرنے اک بار سوت
کسینے کہا دیکہہ رخسار کو ۔ نہین اسسے نسبت ہے گلزار کو
کسینے کہا دیکہہ زلفونکا پیچ ۔ غرض اسکے آگے ہے سنبل بہی ہیچ
غرض جو تہی اوس گل پہ قربان تہی ۔ فدا مثل پروانہ ہر آن تہی
نہلا کرکے اوس گل کو حمام مین ۔ پہنایا لباس اوسکی اندام مین
تمامی کا آنگہہ جواہر لگا رہا ۔ سدا جسپہ مہتاب ہو جان نثار
کلہ کا کہون اوسکی کیا مین بیان ۔ بہا جسکے تہا ملک ہندوستان
کئی لاکہہ موتی پہنایا اوسے ۔ کہ موتی کا دریا بنایا اوسے
ملا اسقدر عطر پوشاک مین ۔ کہ خوشبو گئی جسکی افلاک مین
زمرد دئے اوسکی کانونمین ڈال ۔ کیا الغرض رشک بدر کمال
کسینے لے اوس گل کو آغوش مین ۔ لیا چوم مکہڑی کو آجوش مین
کنیز اور غلام اور خواصون نے آ ۔ لیا شاہزادہ کو چہاتی لگا
خرامان خرامان چلا جب وہ گل ۔ پڑا ہر طرف شہر مین شور وغل
محل سے برآمد ہوا اسطرح ۔ نکلتا ہے بدلی سے مہ جسطرح
اوسے دیکہنے کو صغیر و کبیر ۔ نظر لیکے پہونچے امیر و وزیر
عماری مین سونیکی بیٹہلا دیا ۔ جمال اوسکا عالم کو دکہلا دیا

سواری کی ہمراہ سا تا جلوس
بجے اور باجے ہوئی عام و خاص
عماری مین سونیکی دونو سوار
کسینے کہا شاہ کو ہو کے شاد
جہان مین تیرا بول بالا رہے
خوشی سے ترا دل رہے باغ باغ
سدا شاہا عیش ہو ہم بغل
رہے تیرا دشمن ہمیشہ خراب
وہ گھوڑونپہ نقاری خوش نصیب
زری اور بانات سے سب درست
صدا ہو گئی جو بجا نکلی در جہان
کہین دف بجا کہین دہل تھا
بندھا ہین کا اسطرح کا سمان
کئی لاکھ ہاتھی سجاتے ہوئے
وہ اطلس کے جھول اور زری کی طناب
سنہری دہری اونپہ عماریان
کئی اسپ کوتل بزین و لگام

تصدق کوئی اور کوئی پابوس
خواصی مین بیٹھے ہزارون خواص
اودہی شاہزادہ اودہی شہریار
خدا پھیر لادی سبھی بامراد
ہر اک کام مین تو در بالا رہے
عدو کا ترے دل رہے داغ داغ
رہے گلشن دہر مین بی خلل
چمکتا رہے یہ سدا آفتاب
سواری کی نزدیک تھے اور قریب
بجاتے تھے نوبت کو چالاک چست
لگے واہ واہ کرنے پیر و جوان
جدھر دیکھیے اس طرف غول تھا
لگے وجد کرنے زمین و زمان
برابر برابر لگائے ہوئے
چمکتی ہوئی صورت آفتاب
کہے تو کہ گلشن کی تہی کیاریان
بہت خوبصورت بہت خوشخرام

کوئی اسپ پر اور کوئی فیل پر لباس زری مین بصد کر و فر
سنہری روپہلی بہت پالکی جلو مین ہزارون غرض نالکی
وہ سونیکی گہنے چمکتے ہوئے نشان بادلہ کے جھلتے ہوئے
سوار اسپ کی باگ تہامی ہوئے ڈوپٹہ زری دوز باندہی ہوئے
سنہری چمکتے ہوئے سب نشان سجے اور سجائے ہوئی نوجوان
نشانونکے پہریرے جو ہلنے لگے غرض یہہ کہ مقیش جہڑنے لگے
پڑا تہا زمین پر جو مقیش وہان کہے تو کہ تہا نور کا آسمان
نقیب اس طرف اور ادہر چوبدار ہزارون پیادہ ہزارون سوار
سجے اور سجائے ہوئی ہر طرف کہڑی دربستہ غرض صف بصف
طلائی وہ عاصی لئے چوبدار برابر برابر قطار قطار
تکلف کی پہنے ہوئے سب لباس کچہہ اک دور دور اور کچہہ پاس پاس
کسیکے سنہرا چور ہاتہہ مین تہا ماہی مراتب غرض ساتہہ مین
وہ ماہی مراتب وہ جاہ و جلال چلا سیر کو الغرض نونہال
نقیبانے درگاہ بولین ہٹو یلانون جوانون ذرا ہٹہ چلو
سواری چلی سیر کو اس طرح چمن مین خرامان ہوا جسطرح
چمن باغبا ڑسیکے آگی روان کہے تو کہ تہا تختۂ گلستان
گلی کوچہ بازار آئینہ بند تجلی مین مہتاب سے چار چند

سماں ہر طرف ہر لطف و بین کا
یہہ کثرت تہی خلقت کی بازار مین
کہوے سے سبکی کہنے لگے
تماشائے جلسے لگے لوٹنے
جہرونکومین بیٹہی ہوئین مہوشان
کوئی گلفشان اور کوئی زرفشان
کوئی حسن پر اوسکے مرنے لگا
کوئی زلف پر اوسکے قربان تہی
کوئی دیکہکر مسکرانے لگی
کسی نے کہا دیکہہ اوسکا جمال
کسی نے کہا دیکہہ اوسکی جبین
نظر کو نہ ہو حسن پر اوسکی بار
بدن عطر مین تہا جو ڈوبا ہوا
غرض حسن سے اوسکے دیوار و در
سجے اور سجائے ہوئی رنڈیان
کناری کی جوڑے بڑی دہوم کے
جہلکتی ہوئی بالیان کا نمین ہا

گئے تو کہ تہا بتکدہ چین کا
امنڈ آئے جون ابر گلزار مین
تماشائی بازار مین بسنے لگے
چہتین تو جہہ سے بس لگی ٹوٹنے
طرف شاہزادہ کی تہین گلفشان
غرض جسقدر تہی وہان مہوشان
لب بام سے نیچے گرنے لگے
غرض مثل سنبل پریشان تہی
نظر سے نظر کو لڑانے لگی
مقابل نہین اسکے بدر کمال
سراپا لطافت مین گل یاسمین
اوسے دیکہہ مہتاب ہو دلفگار
گلی کوچہ بازار مہکا ہوا
جہلکنے لگے مثل شمس و قمر
ادا سے غرض ناچتی گاتیان
قیامت غضب بالی اور جہوم کے
دکہانا غرض عالم ہر آئین

کڑے سے کڑی کو بجانا کبھی
اوٹھا کر غرض ہاتھ گانا کبھی

وہ رکھ ہاتھ چھاتی پہ جب گاتیان
دکھاتی عجب لطف سے چھاتیان

خوشی کی غرض راگ گاتی تھین وہ
تمامی کے جوڑے دکھاتی تھین وہ

کبھی ناچنے مین جو سینہ کھلا
گل یاسمین سا چمکنے لگا

گلی کوچہ بازار کی سیر کر
گیا گھر کی جانب بصد کر و فر

غرض پھر پھرا کر وہ باآب و تاب
محل مین گیا الغرض آفتاب

وہان بھی وہی راگ اور رنگ تھا
زمین و فلک دیکھکر دنگ تھا

دری شاہ تک آ کی سب ہٹ گئے
علحدہ علحدہ غرض ہٹ گئے

امیر و وزیر اور سب خاص و عام
گئے الغرض اپنے گھر کو تمام

داستان شاہزادہ آفتاب کے سونے مین اور دیو کی پرستان مین اوٹھا لیجانے مین

وہ ساقی پلا مے کہ جو بھول ہو
مگر نزد خالق بھی مقبول ہو

زیان ہو نہ جس مین مری جانکا
ارادہ ہے سیر پرستانکا

سر شام سے ایک شب آفتاب
لگا دیکھنے جلوہ ماہتاب

وہ شب تھی شب چاردہ بالیقین
درخشان تھا ہر سمت ماہ مبین

جہان تا جہان عالم نور تھا
خس و خار سب جلوہ طور تھا

کبھی چاند پر گہہ چمن پر نظر
گئی دو پہر رات اس مین گذر

خمار اوسکی آنکھون مین ہونے لگا
وہ سر رکھکے تکیہ پہ سونے لگا

غرض کہہ کے تکیہ پہ سر آفتاب
رہا سو وہ جون نرگس نیم خواب

جو بالائی سر اوسکی مہتاب تہا
غرض دیکہہ اوسکو بے تاب تہا

کوئی جن پرستان سے اوڑتا ہوا
غرض سیر عالم کی کرتا ہوا

قضارا ہوا اوسکا اوس جا گذر
جہان شاہزادہ تہا بس جلوہ گر

پڑی شاہزادہ پہ جسدم نگاہ
غرض رہگیا کہینچکر ایک آہ

غرض دیکہہ صورتکو اور شانکو
کہے تو تصدق کیا جانکو

خوشی مین وہ کمبخت بس بہول لہو
گیا سیر عالم کو اک لخت بہول

یہ عالم جو اوس وقت کا بہا گیا
فلک سے زمین پر غرض آگیا

نشہ مین لگا عشق کے جہومنے
غرض شاہزادہ کا مونہہ چومنے

کہ آیا جو کچہہ اوسکے دل مین خیال
کمر اور گردن مین ہاتہونکو ڈال

نشہ مین محبت کی اور جوش مین
لیا کہینچ اوس گلکو آغوش مین

اوٹہا علم بیٹہا تخت پہ تیرہ بخت
اوڑا لیگیا الغرض شور بخت

زمین سے فلک پر اوٹہا لیگیا
غرض مثل بو کے اوڑا لے گیا

زمین کو کبہی گہہ فلک کو دیکہا
اوتارا پرستان مین اوسکو جا

اوتارا اوسے جاکے بستا مین
ہوا اسکا چرچا پرستا مین

شہر کے تہا نزدیک اور متصل
رہے تہے گل پہول سب اوس مین کہل

کہین نسترن اور کہین یاسمین
گل و لالے سے بہری وہانکی ساری زمین

خیابان لالہ کے نکھرے ہوئی — ہوا کے سبب پھول بکھرے ہوئے
گل اشرفی کا کہوں کیا بیان — زمین چمن تھے گویا زرفشان
تروتازہ ہوے پہلے سب نہال — کوئی گل سپید اور کوئی لال لال
کوئی گل سپید اور کوئی زرد رنگ — شگفتہ چمن الغرض رنگ برنگ
کہیں بید مشک اور کہیں ارغوان — شگفتہ کہیں تختۂ زعفران
بنفشہ کہیں اور کہیں جعفری — روش پر لگا بادلہ اور زری
چمکتی ہوئی نہر بلور کی — کہے تو کہ تھی لہر اک نور کی
وہ دلچسپ تختہ گلستان کی — خرامان وہ مہ رو پرستان کے
درختوں پہ طایر چہکتے ہوئے — پھریں ماہ رو سب لہکتے ہوئے
سجے اور سجائے ہوئی باغبان — خرامان خرامان پھریں شادمان
سنہری روپہلی لیئے کھرپیان — پھریں دیکھتے بھالتے کیاریان
چمکتے ہوئے نقش دیوار کے — مہکتے ہوئے پھول گلزار کے
کہان وصف ہو اوسکی ایوان کا — ہر اک طاق رشک گلستان کا
لگے آینہ ہر طرف زرنگار — ہر اک طاق محراب باغ و بہار
جڑاؤ پلنگ ایک اس آنکا — فدا جسپہ دل ہو گلستان کا
جڑاؤ پلنگ پر سولایا اوسے — وہ گل تہا گلستان دکہایا اوسے
کہلے آنکہہ اس مین جو اوس ماہ کی — فلک کی طرف دیکھکر آہ کی

گیا اسطرح بیٹھہ دلگیر ہو کے — کہ جیسے کوئی غم کی تصویر ہو
نظر اوسکو پریان جو آنے لگی — غرض رعب قالب سے جانے لگی
بدن خوف سے تھرتھرایا ہوا — کہے تو کہ پریونکا سایا ہوا
طلسمات کی دیکھے پہل اور پہول — کہے تو گیا سب وہ اک لخت بہول
وہ دیکھے تہا ہر سمت حیران ہو — کہین کوئی ہم جنس انسان ہو
وہ خطہ تہا سارا پرستان کا — وہان ملتا معدوم انسان کا
کہ اتنے مین آیا وہ دیو لعین — طرف شاہزادی کی خندہ جبین
کہا سکڑا اوسکو اے میری جان — تیری واسطہ ہے یہہ سب بوستان
مین لایا ہون تجکو پرستان مین — جگہہ کی ہے تیری دل و جان مین
تر و تازہ میوی کہلاؤن تجہے — سدا آب تازہ پلاؤن تجہے
ترا کفش بردار دل دار ہون — اگرچہ مین پریونکا سردار ہون
ترے دام الفت کا پا بستہ ہون — نہایت ضعیف اور دل خستہ ہون
وطن کو کبھی یاد کرتا تھا وہ — الگ سب سے فریاد کرتا تہا وہ
نہ پہلا سا ہنسنا نہ پہلی سی چال — سراپا ہوا اوسکا آشفتہ حال
کبھی درد ہجر اسنے روتا تھا وہ — پس پردہ جی اپنا کہوتا تہا وہ
پدر اور مادر کے اکرام کو — غرض یاد کرتا تھا آرام کو

داستان گریہ کرنا مان باپکا شاہزادہ آفتاب کے غائب ہونیکو

پیا پی پلا ساقیا آب شراب — ہوا اس خبر سے میرا دل کباب
سیہ پوش ہو کیون نہ میرا قلم — کرون ہون شروع داستانِ الم
کنیز اور خدام سب بار دار — جہان تک تھے اوسکے خدمت گذار
جو دیکھے تو وہ ماہ نخشب نہین — محل مین نشان اوسکا ملتا نہین
ہوئی مضطرب اور دلگیر وہ — کہے تو بنی غم کی تصویر وہ
جہت ڈہونڈہ مارا زمان و زمین — ولیکن نہ پایا کہین مہ جبین
گئے شہ کے سب پاس ڈرتے ہوے — ولے منہہ پہ آنسو بہاتے ہوے
کہا شہ نے کیون اسقدر ہو ملول — اوڑاتے ہو تم کس لیئے خاک دھول
کہا شاہ سے کیون نہ ہو اضطراب — محل مین چمکتا نہین آفتاب
جدائی نے اوسکی رولایا ہمے — یہہ روز مصیبت دکھایا ہمے
سنا جب یہہ شہ نے بس گم ہوا — کہے تو بڑا سخت ماتم ہوا
گرا تخت سے کہا کے غش خاک پر — پڑا صدمہ اک جان صد چاک پر
کہا ناز تھا مجھکو تدبیر پر — نہ کچھ بس چلا اپنا تقدیر پر
جو چاہا کیا آہ تقدیر نے — ڈبویا غرض اپنی تدبیر نے
پریشان نہ ہو کس طرح سے دماغ — میرا آج جاتا رہا شب چراغ
یہہ کہکر کے بس شاہ رونے لگا — غرض اشک سے مونہہ کو دہونے لگا
جو بیٹھی تہی اوسوقت برنا و پیر — غرض رو پڑے سب صغیر و کبیر

محل مین یہہ گریہ کی کثرت ہوئی
گویا زیست سے اپنی نفرت ہوئی

وہ عشرت سرا خانہ غم ہوا
غرض کارخانہ وہ برہم ہوا

کسنے دیا اپنی بالونکو کھول
کسیکو لگی آنے یہہ سنکے ہول

کسینے گریبان کیا تار تار
کسینے دیا پھینک زیور اوتار

کوئی مثل سنبل پریشان تھی
کوئی مثل نرگس کے حیران تھی

کوئی باولی ہوکے پھرنے لگی
کوئی چاہ مین جاکے گرنے لگی

کوئی اپنی چھاتی کو بس کوٹ کوٹ
لگی رونے اس غم مین بس پھوٹ پھوٹ

کوئی مضطرب اور کوئی چشم نم
کہے تو بڑا لوٹ کو ہے الم

کوئی سر لگی سنگ سے پھوڑنے
جہانگیریونکو غرض توڑنے

کوئی پونچھہ آنسونکو رخسار سے
لگی مارنے سر کو دیوار سے

کوئی ہاتھہ حسرت سے ملنے لگی
کوئی پھاڑ کپڑونکو جلنے لگی

چرندا و پرندا ور دیوار و در
کہے تو کہ تھی سب کی سب نوحہ گر

غرض شہر مین سب صغیر و کبیر
سیہ پوش تھے سب امیر و وزیر

امیرون نے کی غرض عالیجناب
بڑا رنج ہے اور بڑا اضطراب

کسیکو خدا مین یارا نہین
سوا صبر کے اور چارا نہین

بٹھا تخت پر شہ ساری وزیر
غرض اوٹھہ گئے سب صغیر و کبیر

داستان ملاقات کرنے مین آفتاب کے ماہتاب سے

شتابی سے اے ساقی مہ جبین
بہم ملکے بیٹھے ہین دو نازنین

یہانتک پلا بادہ لالہ زار
نشے مین رہون جسکے لیل و نہار

سنو ایکدن کا یہہ مذکور ہے
کہ دنیا عجب عالم نور ہے

کہا دیو نے اک پری کو بلا
خبر کر پرستان مین جا بجا

سر شام آوین بصد آب و تاب
کرین بزم کو غیرت ماہتاب

کہ اتنے مین پریان وہ آنے لگین
نزاکت لطافت دکھانے لگین

گئین اک طرف بیٹھ انداز سے
بدن کو چھپا اپنی پشواز سے

اوٹھی بارہ بارہ ہر اک نازنین
سراپا لطافت مین زہرہ جبین

کناری کی پشواز کو کر درست
لگی ناچنے ہوکے چالاک چست

کڑی سے کڑی پھر تو بجنے لگا
بدن زیر کرتی تھرکنے لگا

وہ سونیکے گہنگہرون چمکتے ہوئے
بدن زیر کرتی جھمکتے ہوئے

وہ انگیا وہ کرتی وہ گوری بدن
جڑاو چمکتے ہوئے نور تن

وہ سونیکا کنگن وہ موتیکا ہار
کرن پھول اور جھومکونکی بہار

سرنگی کی رون رون وہ طبلونکی تھاپ
قیامت غضب اور اونکا الاپ

خصوصاً اونمین اک شوخ بیباک تھی
نہایت حسین اور چالاک تھی

تھا رخ اوسکا اسدرجہ باآب تاب
کہے تو کہ تھا مطلع آفتاب

پری اوسکو پہونچے نہ غلمان و حور
کہے تو کہ تھا جلوہ کوہ طور

سن و سال اوسکا غرض چاردہ — سراپا لطافت مین رخشندہ مہ
سنا اوسکا مہرالنسا نام تھا — سدا رقص سے اوسکو بس کام تھا
کمر کو بچا اور ڈوپٹہ سنبھال — زمرد کئی اور کانو مین ڈال
کناری کی پشواز اطلس تاب کی — نظر جسپہ ٹہرے نہ مہتاب کی
جوانیکے عالم مین اور شوق مین — لگی ناچنے الغرض ذوق مین
وہ محفل مین گلفام گانے لگی — زمین و فلک کو ہلانے لگی
گلابی ڈوپٹہ وہ تہہ کی گوٹ — قیامت غضب اور گھونگٹ کی اوٹ
وہ ٹیکا وہ جھومر وہ موتیکا ہار — ہر اک اپنے موقع سے وقت سنگار
وہ گوٹہ کی کرتی چمکتی ہوئی — جواہر کی انگیا جھمکتی ہوئی
جڑاؤ کرن پہول اور جھومکے — کبھی تو کہتے تہے وہ بڑی دہوم کے
کلیدار جامہ اطلس کی گوٹ — جسے دیکھہ پریان ہوئین لوٹ پوٹ
طلائی کڑے اور جڑاؤ چہڑے — غرض اوسکے پاؤنمین دو دو پڑے
وہ محفل مین گلفام گاتی پہرے — کڑے سے کڑے کو بجاتی پہرے
کبھی ہاتھہ چہاتی پہ گہہ ناک پر — دماغ اوسکا لگا تہا افلاک پر
کمر کا وہ بل اور چوٹی کا بل — قیامت غضب اوسکی کود اور اوچہل
تہ زلف بالا اگر آگیا — گویا ابر مہتاب پر چھا گیا
کبھی اپنے مکھڑے کو لیتی چھپا — کبھی اپنے دامن کو لیتی اوٹھا

کبھی ہاتھ انگیا پہ لاتی تھی وہ — بہار جوانی دکھاتی تھی وہ
سر کرسی بیٹھا جو تھا آفتاب — ہوئی غش اوسے دیکھکر ماہتاب
نشہ مین محبت کے ہو بیحواس — گئی الغرض شاہزادہ کے پاس
رہی کچھ گھڑی دیکھ حیران وہ — نشہ مین محبت کے بیجان وہ
غرض درد الفت سے ہو بیقرار — ہوئی جان اور دل سے اوسپر نثار
ملا مونھ سے مونھ اور بدلنے بدن — بہت خوش ہوئی دل مین رشک چمن
نشہ مین محبت کے لب جوش کھا — زمین سے لیا آسمان پر اوٹھا
چڑھا عشق کچھ ایسا ناپاک پر — اوٹھا لیگئی اوسکو افلاک پر
بیٹھا تخت اوپر پری زاد وہ — اوڑا لیگئی رشک شمشاد وہ
جھلکتی وسے انگیا دکھاتی ہوئی — کرشمے سے چہرے کو بجاتی ہوئی
کہ اک سیر کا اوسکی بستان تھا — در و بام رشک گلستان تہا
عمارت کی خوبی در و نکی نگار — فدا جسپہ گلزار بیل و نہار
مکان نور کے اور مکین نور کے — نظر آئین رکھے ہوئی دور کے
جڑاو تھی یون سقف دالان کی — مطلا ہو جون لوح قران کی
کہین چلمنین اور پردہ تمام — جھمکتے ہوئے الغرض صبح و شام
بچھے جابجا فرش قالین کے — کہین روم کے اور کہین چین کے
سنہری بچھی کرسیان پاس پاس — کہین آبخورا کہین تھا گیلاس

تصاویر ہر در پہ اس نور کی — نظر جس پہ ٹھہرے نہ بس حور کی
سنہری روپہلے ہزاروں گیلاس — دھرے ہر طرف طاق مین بے قیاس
کسی در مین ہانڈی کسی در مین جھاڑ — لگے تو کہ تھی روشنی کی پہاڑ
مطلا منقش جو فانوس تھا — غرض ہر کوئی اوس سے مانوس تھا
جڑاؤ پلنگ ایک اس تابکا — جگہ جس پہ ٹکڑے ہو مہتابکا
جڑاؤ گھڑی وہ دھری طاق مین — مقابل نہ تھی جسکی آفاق مین
تھی بستہ سونیکی زنجیر مین — وہ خوبی جو آئے نہ تحریر مین
کوئی سبز کمری کوئی سرخ رنگ — کہین بین رکھی کہین اور چنگ
سنہری کہین اور کہین میز تھی — زمین سر بسر رنگ آمیز تھی
قرینہ سے گلدستہ رکھے ہوئے — کہ گلزار جنت کو ہنستے ہوئے
سنہرا دہرا آبنوسی کا جام — چمکتا ہوا الغرض صبح و شام
عطر کے وہ شیشہ دھرے طاق مین — کہ خوشبو گئی جسکی آفاق مین
کہین عطردان اور کہین پاندان — دھرا اک قرینہ سے اوگالدان
سنہرا دھرا اک قلمدان تھا — سدا جسپہ خورشید قربان تھا
مجلد بیاض ایک رکھی ہوئی — کوئی مثنوی اوسپہ لکھی ہوئی
دھرا میز اوپر جو سطرنج تھا — دلونکا غرض دافعہ رنج تھا
کہین بین تھی اور کہین تھار باب — کہ وہ تھا القصہ عشرت کا باب

کہین کیوڑا تہا کہین بید مشک — کہین عود ہندی کہین اور مشک
کہین شیشۂ مے کہین تہے کباب — ہر اک اپنے موقع سے اور لاجواب
کہین پہول رکہے کہین امریان — غرض ہر نشیمن مین دہرا ہیچ دان
کہین سنبل و گل کہین یاسمن — ہر اک طاق محراب رشک چمن
گل و پہول سب اوس مین اقسام کے — کہین روم کے اور کہین شام کے
گلون سے چمن ڈہڈہائے ہوئے — سہی سرو سب لہلہائے ہوئے
کہین طوطی مینا چہکتے ہوئے — ہوا کے سبب گل مہکتے ہوئے
چمن بندی موقع سے بستان کی — عجب آن تہی سنبلستان کی
ہوا کا یہہ اوس باغ کی تہا اثر — جڑی بوٹی مہکی ہوئے سبز تر
گلونکی جہکی ڈالیان ناز سے — پڑین نہر اوپر اک انداز سے
کہین آب سبزہ پہ چہڑکا ہوا — چمن لالہ و گل سے بہڑکا ہوا
عجب لطف پر تہا جمال چمن — کہڑے جہومتے تہے نہال چمن
وہ چٹکی ہوئی چاندنی شام کی — ہوا سرد جاڑونکے ایام کی
یون پتون پہ قطرات شبنم پڑے — زمرد مین ہون جیسے موتی جڑے
سراپا چمن مثل تصویر کی — کہے تاب سوسن کی تقریر کی
روش کی صفا پر نہ ٹہرے نظر — ہر اک گل سپیدی مین رشک قمر
بہرین ہر طرف شادمان باغبان — طلائی جڑاؤ لئے کہرپیان

سنوارے کوئی سنبلستانکو
کرے رشک جنت گلستانکو

کہین چاہ منبع کہین کار کشت
ہر اک جا پہ گلگشت باغ بہشت

اوڑا لائی کمبخت اک آن مین
اوتارا اوسے لاکے دالانمین

سدا اوسمین رہتے تھی دلشاد وہ
غرض سرو کیطرح آزاد وہ

وہ گوٹہ کی کرتی وہ انگیا اوتار
لگی ہونے اوس گل سے بوس و کنار

نشہ مین تعشق کے اور شوق مین
لگی الغرض چوم لینے ذوق مین

چڑھا عشق کچھہ ایسا بدکار کو
لیا کھینچ پہلو مین دلدار کو

نشہ مین جوانیکی اور جوش مین
غرض سو رہی لیکے آغوش مین

جوانیکا جوبن دکھایا اوسے
غرض جام وصلت پلایا اوسے

کبھی مونہہ سے مونہہ اور بدن سے بدن
ملاتی رہی الغرض سیمتن

اسی عیش مین شب بسر ہو گئی
غرض رفتہ رفتہ سحر ہو گئی

داستان ماہتاب کی باغ مین جانیکی اور مہرالنسا کی گالی مین

پلا ساقیا ساغر زر نگار
ہے درپیش گلگشت باغ و بہار

کہان یہہ جوانی کہان یہہ اومنگ
جوانی کا جوبن ہے مثل پتنگ

گیا اپنی منزل مین جب آفتاب
اوٹھی بستری خواب سے ماہتاب

اوٹھی آنکھین ملتی ہوئی سیمبر
سراپا لطافت مین رشک قمر

نشہ سا کچھہ اک چشم بادام مین
نزاکت لطافت سب اندام مین

کمر بار خوبی سے لچکی ہوئی — وہ انگیا کی سب چین مسکی ہوئی
خوشی سے بدن گدگدایا ہوا — نشۂ وصل کا رخ پہ چھایا ہوا
گلونکی طرح گال نکھرے ہوئے — ہوا کی سبب بال بکھرے ہوئے
ہزارون خواص اور ہزارون کنیز — بہت چست چالاک و افر تمیز
کوئی لائی آئینہ شانہ کوئی — اوٹھا لائی جوڑا شاہانہ کوئی
کوئی عطردان اور کوئی پاندان — کسینے دہرا لا کے اوگالدان
کوئی لائی مسی کوئی لائی پان — غرض اوسکے آگے دہرا خاصدان
غرض دہو کے مونہہ ہاتہہ گلفام نے — لیا پہن جوڑا گل اندام نے
وہ دہانی ڈوپٹہ وہ تہبہ کی گوٹ — کہے تو کہ دل ہو گیا لوٹ پوٹ
اداسے وہ کاندہے پہ ڈالے ہوئے — نزاکت سے پلہ سنبہالے ہوئے
وہ جالی کی کرتی وہ اطلس کی گوٹ — جسے دیکہہ دل ہو گیا لوٹ پوٹ
کہین بادلہ تہا کہین گوٹ تہی — غرض عاشقونکے لئے چوٹ تہی
سنہرا وہ لچکا لگا جا بجا — کہے تو کہ تہا نور چہاتی لگا
وہ پاجامہ کمخواب کا سبز رنگ — عروسونکو ہو جسکے اوپر امنگ
سنہری وہ بونٹ چمکتی ہوئی — ستارا سا ہر سو جہمکتی ہوئی
لگی پاینچونکو جو گلنار گوٹ — کہے تو کہ دل ہو گیا لوٹ پوٹ
وہ گوٹہ لگا جا بجا اور دہنک — چمک جسکی پہونچے زمین تا فلک

وہ سونیکا جہومر جمکتا ہوا
بدن زیر کرتی جہمکتا ہوا

جڑاؤ غرض بالیان کانمین ہے
جمکتی ہتی ہر لحظہ ہر آئمین ہے

وہ سونیکی بالی چمکتی ہوئی ہے
وہ موتیکی سیتے دمکتے ہوئے

کرن پہول اس حسن اور تابکی
کہے تو کہ ٹکڑے ہے تہے مہتاب کے

گلےمین وہ موتیکا دلڑا پڑا
گویا ماہ کے گرد ہالہ پڑا ہے

گلے بیچ جگنو چمکتا ہوا
بدن مثل کندن جہمکتا ہوا

جواہر کے کنگن وہ اور نونگے
ستارونکی سے جگمگی جگمگی ہے

فقط پہچے موتیکے ہاتہونمین دو
بیان مجہسے کب اونکی خوبیکا ہو

پری بند اور نورتن کی وہ تاب
جسے دیکہہ بےتاب ہو آفتاب

جواہر کی پازیب اس نور کی
نظر جس سے خیرہ ہو بس حور کی

طلائی جڑاؤ وہ توڑے چہڑے
جواہر غرض اوسکے پاؤن پڑے

جواہر کے کفش اور وہ انداز چال
اداسے وہ چلنا ڈوپٹہ سنبہال

وہ قامت قیامت سے بالا بلند
لطافت مین سرو روان سی دوچند

سیاہی وہ زلفونکی مشک ختن
چمکتا ہوا پہول سا وہ بدن

وہ زلفونمین رخ ابر مین جیسے چاند
وہ رخسار ایسے ہو خورشید ماند

بیان کیا کرون اوس تن صافکا
جدا سب سے عالم تہا موبافکا

وہ سج کر کے انواع واقسام سے
چلی سیر کرنے سر شام سے

سو چلے اس تجمل سے گلگشت کو | کئی ساتھ اپنی ہے لیئے ماہ رو
چلی اس ادا سے جو وہ ماہتاب | ہوا غش ادسے دیکھہ کر آفتاب
نزاکت سے پاؤن اوٹھاتی ہوئی | کنارےلگا جوڑا دکھاتی ہوئی
ڈوپٹہ سے مقیش چہڑتا ہوا | قدم با قدم پاؤن پڑتا ہوا
غرض ہنستی اور مسکراتی ہوئی | بدن زیر کرتی چھپاتی ہوئی
خرامان خرامان ادہر اور ادہر | چمن مین ہوئی الغرض جلوہ گر
بہوکا ہوا باغ پہولے چمن | کہین سنبل و گل کہین یاسمن
کہین نرگس و گل کہین لالہ زار | نرالی ہر اک گل کی وضع بہار
کہین کیتکی کیوڑا نسترن | چنبیلی کہین اور کہین نارون
زمین بادلہ پوش لستا بکی | عجب آن تہی سنبلستا بکی
خوشے سے ہر اک پہول پہولا ہوا | خزانکا ستم دل سے بہولا ہوا
وہ لالہ دہکی ہوئی کیاریان | مہکتی ہوئی الغرض سبزیان
کہین کہیت سوسن کے اور دہانکے | زری پوش ہر رو پہ کہستانکے
پپیا کہین اور سرخاب تہا | غرض وہانکا عالم ہی نایاب تہا
کہین طوطی مینا کہین تہی چکور | ہزارون تہے رقصان منڈیرون پہ مور
کوئی پہول توڑی جہکا ڈالیان | چمکتی ہوئی کانمین بالیان
کوئی جلوہ افگن گلستانمین | خرامان کوئی سنبلستانمین

سر نہر بیٹھی کوئی پاؤن ڈال
کوئی دہوئی مل کے مونہہ اور گال

گلے مین کوئی ہار ڈالے ہوئے
ڈوپٹہ کا پلہ سنبہالے ہوئے

وہ چھٹکی ہوئی چاندنی اور بس
جھمکتے ہوئے ہر طرف خار و خس

در و بام کل شعلۂ طور تھا
غرض ہر طرف عالم نور تھا

چمن مین وہ گلفام مسند بچھا
ہوئی مسند آرا بناز و ادا

دو زانو گئی بیٹھہ چھاتی نکال
پری بند اور نور تن کو سنبہال

وہ بوٹا سا قد اوسکا اور بے نظیر
سپہر لطافت کا بدر منیر

تن نازنین گدگدایا ہوا
رخ لالہ گون ڈہڈہایا ہوا

وہ ہونٹونکی سرخی وہ مسی کی دہج
نرالی ادا اور نرالی وہ سج

وہ ڈوبی جو تہی عطر مین گلبدن
بہرا اوسکی خوشبو سے سارا چمن

گلونکی خوشی آئی جو رنگت اوسے
وہ ہمجنس کی اور سنگت اوسے

کہا اک پریزاد کو جائیے
بلا گہر سے مہر النسا لائیے

معہ بین آوے گلستان مین
نہ ہوا اسکا چرچا پرستان مین

خبر ہو نہ اسکی پدر سے باپکو
بچانا غرض ہر طرح آپکو

جو سن لیگا کمبخت انسانکو
ابہی پہونک دیگا پرستانکو

چلی پائچونکو ہلاتی ہوئے
جہانگیریونکو بجاتی ہوئے

مٹکتی چلی دہر کے کولے پہ ہاتہہ
خرامان خرامان ادائیونکی ساتہہ

گئے لے وہ مہرالنسا کو اوٹھا — خرامان خرامان بناز و ادا
بٹھایا اوسے لا گلستان مین — کیا جلوہ آرا بنی جا مین
دیا حق تعالی نے وہ حسن انکو — ہوا عشق سب جسے بنی جانکو
یکایک جو آئی گلستان مین — تحیر ہوا سب بنی جان مین
چمن اوسکی صورتکو تکنے لگا — ہر اک غنچہ دیکھہ اوسکو ہنسنے لگا
دو زانو گئی بیٹھہ سینہ اوبھار — جو نیکا جوبن وہ سارا سنگار
وہ بوٹا سا قد اوسکا لہکا ہوا — جوانیکا گلزار دہکا ہوا
جواہر کا کنگن چمکتا ہوا — بدن یاسمین سا جھمکتا ہوا
معطر جو تھی عطر مین تا بفرق — کہے تو کہ تھی بحر خوشبو مین غرق
وہ سونیکا بالا غرض بے نظیر — چمکتا ہوا مثل بدر منیر
کناریکی اک اوڑہنی جون حباب — منور بشکل مہ و آفتاب
تمامی کا جوڑا دکھاتی ہوئی — پریزادیونکو لبھاتی ہوئی
کلیدار پاجامہ کمخواب کا — کہ فرش چمن پر پہری لوٹتا
کہا شاہزادی نے کچھہ گائیے — سمان بین کا ہمکو دکھلائیے
اوٹھا بین کاندھے پہ زہرہ جبین — بجانے لگی الغرض نازنین
زمین و فلک کو اوٹھانے لگی — پریزادیونکو رولانے لگی
زمین و فلک جملہ وحش و طیور — کھڑے بین سنتے تھے نزدیک دور

درختونکے پتے لگے کانپنے — درندے لگے دشت کے ہانپنے
کوئی جوش مین آ او بلنے لگے — جو فوارہ تہے سب اوچہلنے لگے
ندی نالہ او منڈیر چڑہے جوش مین — رہا پہر نہ باقی کوئی ہوش مین
گئے اوسکی آواز پر دل پگہل — کنارے سے گئے توڑ دریا نکل
غرض جانور سنکے آواز کو — گئے بہول سب اپنے پرواز کو
کسیکو نہ وہان عالمے خواب تھا — اوسے ہر کوئی دیکہہ بیتاب تھا
سحر تک وہ گلفام گاتے رہی — ادا ناز غمزہ دکہاتی رہی
کہ اتنے مین صبح جو ہونے لگی — وہ پریان جو تہی گہر کو جانے لگی
پکڑ ہاتہہ مہر النسا کا وہین — محل مین گئی رشک ماہ مبین
کیا اوسنے مہر النسا کو مشیر — ہوئی دام الفت مین اوسکی اسیر
مصاحب کیا اونے ہمدم کیا — غرض ہر طرح اوسکو محرم کیا
جدا اوسسے ہوتی نہ اک آن وہ — کہے تو کہ قالب تہی اور جان وہ

داستان ماہتاب کی آرایش مین

وہ ساقی پلا ساغر لالہ فام — سبو جسے رشک کہا دیکہہ ماہی تمام
گلونکی طرح سے مہکتا ہوا — طرح آبجو کی چہلکتا ہوا
یہانتک پلا بادہ لالہ رنگ — جوانیکی آجائے بجہہ مین ترنگ
کہان یہہ جوانی کہان یہہ پہبن — مثل ہے کہ ہے چار دنکی دلہن

کبھی چاندنی گاہ ظلمات ہے
بہار آج گر تو کل ہے خزان
کیا شاہزادی نے اک دن سنگار
بسنتی دوپٹہ جواہر نگار
کہین گوکہرو کہین لہر تھی
وہ انگیا وہ کرتی جھمکتی ہوئی
وہ پاجامہ اودہ زری باف کا
بنت اور مینا سجایا ہوا
بنت اور مینا کی وہ آب و تاب
ملا اسقدر اوسنے مشک ختن
زمرد پڑا اس طرح کا نمین
کرن پہول اور جہومکے بار بار
وہ ٹیکا وہ جہومر وہ توڑی چہڑی
طلائی جڑاؤ وہ پہونچی تمام
جواہر کے چھلے طرحدار وہ
وہ مہندی و چوڑی وہ سرمہ ستم
ادا ناز غمزہ کرشمہ غرور

نہین اک و تیرہ یہ دن رات ہے
نہین اک طریقہ یہ ہے گلستان
کہے تو بنی رشک باغ و بہار
سراپا سجاوٹ سراپا بہار
کہے تو کہ سونے کی اک نہر تہی
ستارا سا ہر سو چمکتی ہوئی
غضب تہا یہ عالم وہ سنجاف کا
جہان تا جہان اک لہرایا ہوا
مہ و مہر کو جس سے آوے حجاب
مہکنے لگا جس سے ملک یمن
کہ سبزہ ہو جیسے گلستان مین
لگے ہونے اوس ماہرو پر نثار
غضب تہا یہ سونے کے دودو لہری
کرے مہر مہ جسکو جہک کر سلام
قیامت غضب تہا یہ دلدار وہ
غرض دلبری اوسکے زیر قدم
کہڑے دست بستہ سب اوسکی حضور

ہوئی ایسی بن ٹہن کے وہ گلبدن ۔۔ کوئی ہے جیسے ہو چار دن کی دلہن
یہ حسن و جوانی یہ تسپر سنگار ۔۔ کہے تو قیامت ہوئی آشکار
ادہر اور ادہر ہر طرف پیش و پس ۔۔ ہزارون پری اور پریزاد بس
زری پوش ساری پریزادیان ۔۔ کبہی آتیان اور کبہی جاتیان
کہین جوق جوق اور کہین صف بصف ۔۔ کہڑی دست بستہ غرض ہر طرف
خوشی کو کبہی لب پہ لاتی تہی وہ ۔۔ کہے تو نہ پہولی سماتی تہی وہ
کبہی اپنا انگڑائیان ناز سے ۔۔ اوٹہانا کبہی ہاتہہ انداز سے
کبہی مسکرانا کسی بات پر ۔۔ کبہی مارنا ہاتہہ کو ہاتہہ پر
کبہی ٹیکا جہومر کبہی نورتن ۔۔ کہے تو سنوارہ تہی وہ گلبدن
کبہی پاؤن کرسی پہ دہر بیٹہنا ۔۔ نشہ مین جوانیکے بس اینٹہنا
وہ سونے کی کرسی وہ رشک قمر ۔۔ وہ براق سا ہر طرف بام و در
پری اور پریزاد ادہر او دہر ۔۔ ستارون مین جون ماہ ہو جلوہ گر
جواہرات کی ساری دیوار و در ۔۔ چمکتی ہوئی مثل شمس و قمر
مطلا منقش چہتین ساریان ۔۔ بہت خوش نما جملہ الماریان
طلائی جڑاؤ ہر اک طاق تہا ۔۔ جہان تا جہان شہرہ آفاق تہا
حریر اور دیبا کا فرش و فروش ۔۔ طلا اور نقرہ سے نقش و نقوش
کہین لاکہہ ہیرے وہ کمخواب کے ۔۔ چمکتے ہوئے مثل مہتاب کے

بیان کیا کرون اوس گھڑی کا جلوس — ہر اک ماہ رو غیرتِ سو عروس
عجب وقت تہا اور عجب نور تھا — ہر اک ماہ رو غیرتِ حور تھا
یہہ وہ مشتری دیکھہا اوس حور کو — کہے تو تصدق کرین نور کو
فرشتہ بہی دیکہی جو اوس آن کو — کہی تو تصدق کرے جان کو
لگے کہنے اوسکو صغیر و کبیر — فلک پر سے آیا ہے بدرِ منیر
یہہ وہ مہر سب شرم کہانے لگے — گل و گلستان رشک لانی لگے

داستان خبر پانا بادشاہ کا زبانی دیو کی عشق آفتاب اور ماہتاب سے اور قید کرنا آفتاب کو

شتابی سے او تہہ ساقی سیمتن — نیا رنگ لاتا ہے چرخ کہن
کسیکی تئین قید کرتا ہے یہہ — نیا ہر گھڑی کید کرتا ہے یہہ
کسیکو ملاتا ہے دلدار سے — کسیکو چہڑاتا ہے لبس یار سے
بہی اسکو رہتا ہے دن اور رات — ہزارون اسے یاد ہین داو گہات
کہا شہ کو اک دیو نے نیکذات — ہوا اک پرستان مین واردات
اوٹہا سیر کو کل پرستان کی — عجب طرز دیکہی بنی جانکے
گیا الغرض رفتہ رفتہ اودہر — جہان جلوہ آرا تہی رشکِ قمر
ہزارون پریزاد ادہر اودہر — غرض جلوہ آرا تہی با کروفر
ادہر آسمان پر وہ بدرِ منیر — ادہر یہہ زمین پر بہی بے نظیر
مقابل جو اوس مہ کی مہتاب تھا — کہے تو کہ دیکہہ اوسکو بیتاب تھا

لیئے ہاتھہ مین ہاتھہ انسان کا
بیان کیا کرون اوسکی سامانکا

ملائے ہوئے گال سے گال وہ
اداسے غرض مہر تمثال وہ

کھلے کچھہ گندھے بال اور بے حجاب
ہم آغوش تھی عشرت ماہتاب

نشہ مین محبت کے اور جوش مین
اوٹھا اوسکو لیتی تھی آغوش مین

نشہ مین مئے عشق کے چور تھی
غرض آبروسے بہت دور تھی

سرشام آدم پہ جاتی ہے وہ
سحرگاہ پھر وہان سے آتی ہے وہ

اسی بات کا مجھکو بس جوش ہے
کہ آدم پری کا ہم آغوش ہے

کہا شہ نے دیونکو کھا پیچ تاب
اسے دم کرو لاکے حاضر شتاب

کوئی دیو کم بخت اور پر شریر
لے آیا غرض اوسکو کرکے اسیر

کہا شہ نے دیکھہ اوسکو ای شور بخت
دیا ہے مجھے تو نے کیون رنج سخت

پری سے تو ملکر کے سویا ہی کیون
مرا ننگ ناموس کھویا ہی کیون

تو آیا ہے کیونکر پرستانمین
ہوا داخل کیسے بنی جانمین

وہ ہے کون سا تیری امداد پر
جو کی حکم رانی پریزاد پر

ذرا آتو آگے مرے نابکار
کرون تیری پوشاک کو تار تار

کہا شہ نے دیونکو اک آنمین
کرو قید جا اسکو زندانمین

نہ سننا کبھی اسکی تم بات کو
اکیلا رہے پر سدا رات کو

چھپٹ نہ دینا کبھی زینہار
رہے ہر گھڑی یعنی زار و نزار

پری سے رہا جون ہم آغوش ہے رہی اب سدا غم سے ہم دوش ہے
سدا آب تازہ پلانا اسے جو کہا دے تو کہانا کہلانا اسے
یہی اسکا دستور جاری رہے سلاسل نگر پا مین بھاری رہے
اوٹہا لیگئے اوسکو اک آن مین کیا قید جا اوسکو زندان مین
وہ زندان کو بس دیکھہ رونی لگا غرض اشک سے مونہہ کو دہونے لگا
بہت اوسنے چاہا کیا داد کو نہ پہونچا کوئی اوسکی فریاد کو
اکیلا وہ زندان مین رہنے لگا مصایب کو زندان کے سہنے لگا
نہ مونس کوئی اور نہ غمخوار تھا سدا روبرو غم کا طومار تھا
سنا مان نے بیٹے کا جب حال ہوئی مارے غصے کے رخسار لال
زمرد پری کو کہا جائے ذرا مال زادی کو لے آئے
ذرا میرے آگے تو آدے چہنال کہون اوسکی چوٹی کا مین بال بال
طمانچہ بہت اوسکے مارونگی مین بدن پر سے زیور اوتارونگی مین
بہلا کب تلک بات جوڑونگی مین غرض چوڑیان اوسکی توڑونگی مین
کہ اتنے مین آئی غرض ماہتاب نہایت پریشان خاطر خراب
وہ ڈرتی ہوئی خوف کہاتی ہوئی تن یاسمین کو چہپاتی ہوئی
وہ غصہ مین دیکھہ اوسکو ڈرنی لگی غرض سانس دہشت سے بہرنی لگی
کہا مان نے بیٹی کو اے بے شعور ذرا آ تو کم بخت میری حضور

لیا چھین پہلے تو اوس گل کا تخت — طمانچہ دیا مونہہ پہ اک اوسکی سخت
ڈوپٹہ کو سر سے اوسکی اوتار — کناریکا جوڑا کیا تار تار
پکڑ کر کے چوٹی کہا ای چھنال — نہ آیا تجھے آبرو کا خیال
مزا وصل کا بس گل اندام تو — کریگی بہت یاد گلفام تو
اکیلا یہہ پہرنا سدا رات کا — مزا دیکھہ لیگی ملاقات کا
تجھے کیا پریزاد پایا نہین — تیری کیا کوئی پاس آیا نہین
تیری پاس رہنے لگا شخص غیر — ہوا ہے تیرا آشنا دیدہ دلیر
الگ مجھسے رہکر کے بھولی ہی تو — پدر اور مادر کو بھولی ہی تو
سنا ہے مینے پان کہاتی ہی تو — وہان چھپکے راتونکو جاتی ہے تو
الگ مجھسے رہکر کے اے نابکار — کیا تو نے بازاریو لکا سنگار
دیا ہے تجھے سیر کرنے کو تخت — کیا اوس مال زادیکو بخشا ہے تخت
کہا تیری پہلی سی صورت نہین — پریزاد ہو کر کے عزت نہین
تو پہلو مین آدم کے سوتی رہی — اکیلی مین راتونکو روتی رہی
تو آئی ہے آدم سے چہوا کے گال — تیری زندگانی پہ تف ہے چھنال
پہری جسسے راتونکو بدکار تو — نہ اب گھر سے نکلے گی زنہار تو
تجھے شرم کم بخت آتی نہین — مرے سامنے سے تو جاتی نہین
سدا چھاتی اور سر کو کوٹے گی تو — مری قید سے پہر نہ چہوٹے گی تو

غرض اوسکے پاؤنمین بیڑی کو ڈال — کہا دور ہو سامنے سے چھنال
دیا حکم جملہ پریزاد کو — نہ سنا کوئی اسکی فریاد کو
نہ آنا کبھی اسکے تم کید مین — حفاظت سے رکہنا مگر قید مین
کرون قید کیونکر نہ اسکو بہلا — سبب مجہے دونو عالم مین رسوا کیا
پرستان سے یہہ بات ہٹتی نہین — سیاہی میرے مونہہ سے مٹتی نہین
میری آبرو اسنے برباد کی — طبیعت بہت اسنے ناشاد کی
تکلف کا کہانا کہلانا اسے — بہت سرد پانی پلانا اسے
جواہر کے پوشاک دینا اسے — کوئی بات بے بیجا نہ کہنا اسے
اگرچہ یہہ کمبخت جا جان سے — ولیکن نہ نکلے شبستان سے
سدا رہنا تم اسکی تسلیم مین — نہ جانا کسی اور اقلیم مین
نظر بہر نہ دیکہے کسی غیر کو — چمن مین نہ جاوے کبھی سیر کو

داستان اندوہ غم مین ماہتاب کی مفارقت مین آفتاب کی

مجہے ساقیا دی شراب طہور — شب ہجر نے دل کیا چور چور
جدائی مین اوس گل کی بیکل ہوئین — سراپا غرض مثل بلبل ہوئین
جدا جبکہ دلبر ہوا پاس سے — بہرا اوسکا دل حسرت و یاس سے
دل آشفتہ دلدار ہونے لگی — تب غم کی شدت سے رونے لگی
نہ آیا نظر جب وہ رشک قمر — لگی رونے آنکہونسے رومال دہر

اوسے اضطرابی مین آیا خیال جوانیکا جوبن کیا پایمال
دیا پہینک زیور بدن سے اوتار وہ گوٹہ کا جوڑا کیا تار تار
تن یاسمین کو برہنہ کیا کسیکو نہ پاس اپنے رہنے دیا
گئے الغرض وہ چہپر کہٹ پہ لیٹ ڈوپٹہ سے مونہہ اور چہاتی لپیٹ
علیحدہ غرض سب سے وہ نازنین لگے کہینچنے آہ زہرہ جبین
تپ غم سے القصہ ہو بیقرار اکیلی وہ رونے لگی چیخ مار
جدا اپنے دلبر سے رہنے لگی مصایب کو ہجر انکے سہنے لگی
کڑی رات دنکی اوٹہانے لگی گریبان کی دہجیان اوڑانی لگی
وہ چہرے جو روشن تہا جون آفتاب ہوا دمکی دم مین وہ بالکل خراب
وہ بوٹہ سا قد اوسکا ہٹنے لگا غرض ہاتہہ دامان پہ چلنے لگا
تصور اوسے ہر گہڑی یار کا سدا روبرو جلوہ دلدار کا
نہ کہانا نہ پینا نہ سونا اوسے خوش آتا تہا ہر وقت رونا اوسے
جہان بیٹہتی آہ کرتی تہی وہ غرض سانس جس لیسی بہرتی تہی وہ
نقاہت سے چہرے کا یہ رنگ تہا اوسے ہر کوئی دیکہکر دنگ تہا
اوسی کا تصور اوسیکا دہیان سدا روبرو دلبر و دلستان
نہ ہستی سے مطلب نہ ہے سر سے کام سدا روبرو تیرہ بختی کی شام
اگر بال بکہرے تو کچہہ غم نہین جو کرتی ہے ساتہہ اوسکی محرم نہین

اوڑانے لگی الغرض خاک ہول
گئی عیش و عشرت کو اک دم مین بہول

خور و نوش مین فرق آنے لگا
غرض درد ہجران ستانے لگا

ہوا ربط دست و گریبان کو
لگی چلنے گہر سے بیابان کو

کبہی کہتی سر مین میری درد ہی
نقاہت سے چہری میرا زرد ہے

کبہی کہتی دل مین کہ اسرار ہے
جدا جو ہوا مجسے دلدار ہے

کبہی وہ یہہ کہتی تہی رشک چمن
کہ جون کہگیا مثنوی مین حسن

نہ لاؤن کبہی پاس گفتگو
کہ آیا ہے قران مین لاتقنطو

خواصون نے پوچہا اجی خیر ہے
کہا موت آنے مین کیا دیر ہے

کہا پہر تو مہر النسا نے حضور
بہلا اتنی ہوتی ہو کیون ناصبور

یہہ سختی کے دن بہی گذر جائینگے
خدا نے جو چاہا وہ آجائینگے

خدا پر رکہو اپنی چشمی امید
بلاشک ہے مفتاح باب امید

یہہ عادت تو اچہی نہین ماہتاب
ذرا مونہہ کو دہوڈالو باآب تاب

تو دو دو پہریان کہاتی نہین
بدن گرد سے میلہ تو نہاتی نہین

نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی ہے تو
اوسے یاد کرکے سدا روتی ہے تو

ہو وسں کرو آج اپنا سنگار
جماؤ ذرا مانگ گیسو سنوار

بہٹی میلہ کپڑے کرو دور اب
کرو اپنی باندہی کو مسرور اب

ذرا ہم بہی دیکہین تمہاری پہبن
سنا ہے کہ ہین آپ رشک چمن

پہن کر کے جوڑا پہر و گلعذار — کرو صحن خانہ کو باغ و بہار
ذرا میری خاطر سے کہا مان تو — خدارا بچا لے دل و جان تو
چمن حسن کا تو نہ برباد کر — دیار جوانی کا آباد کر
تجہے آئینہ سے بہت شوق تہا — سدا عطر اور پان سے ذوق تہا
تیری پاس رہتا تہا شانہ مدام — سنورتی تہی گیسو تیری صبح و شام
کبہی ہنستے اور مسکراتی تہی تو — ہر رنگ چمن کہل کہلاتی تہی تو
کہا سن لے مہر النساء بات تو — میرے پاس ہنسی سے دن رات تو
مزا زندگانی کا ہے یار سے — تماشہ ہے یا سیر گلزار سے
بہلا کس طرح اوسکو آرام ہو — جدا جسکا پہلو سے گلفام ہو
کرون کیا مہر النساء اب سنگار — دکہاؤن بہلا کسکو اپنی بہار
لگی دل مین ہے تیر ہجرا نکی چوٹ — پس پردہ ہے دل میرا لوٹ پوٹ
مجہے کہانا پینا خوش آتا نہین — تماشہ کوئی دل کو بہاتا نہین
نہ زیور سے رغبت نہ کپڑے سے شوق — مجہے رونے دہونے سے ہے صرف ذوق
خطا سے ہے مطلب نہ تاتار سے — مجہے انس ہے زلف دلدار سے
تجہے لو لگی عطر اور پان کی — مجہے ہر گہڑی فکر ہے جان کی
طبیعت میری سخت بیزار ہے — غرض حال دل سب پہ اظہار ہے
گلو نکی کرے سیر وہ جا کے باغ — جسے درد اور غم سے ہوئی فراغ

کوئی دم نہین ہی یہ دم نکل جائیگا
تہہ خاک آخر کو ہو جائیگا

یہ باتین تیری مجھکو بہاتی نہین
لگی پہانس ہی دل مین جاتی نہین

یہ کہکر کے رونے لگی ماہتاب
بہا چشم سے اوسکے دریائے آب

جدا ہو نہ یارب کسیکا حبیب
کسیکو نہ ہو درد ہجران نصیب

کیا عشق نے اتنا جور و ستم
ٹھہرنے لگا دل مین رنج و الم

غزل پڑہتی فرقت کی دن رات وہ
کسی سے نکرتی کوئی بات وہ

غزل

غم عشق ناشاد کہانے لگا
گریبان کی دہجیان اوڑانے لگا

خطا کیا ہی کی تیری پیر فلک
جو ہجر الم مین ڈبانے لگا

صبا کہنا دلبر سے بہر خدا
گریبان تانک ہاتہہ جانے لگا

جنون اب دشت پیما ہوا
میرا گہر ہی مجہسے چہٹنے لگا

خطا میری کیا تو نے دیکہی فلک
میرا دل جو یون تو ہلانے لگا

میرا نالۂ آتش فشان آجکل
زمین و فلک کو جلانے لگا

تیرے در سے فرحت کو اے گلبدن
تیرا آج دربان اوٹہانے لگا

بہانہ سے جا جا کے سونا اوسے
کہے تو کہ ہر وقت رونا اوسے

کبہی جا چہپر کہٹ پہ سوتی تہی وہ
کبہی درد ہجران سے روتی تہی وہ

بہانہ سے جاتی تہی بالائے بام
غرض تا کہ آوے وہ ماہ تمام

کبھی بیقراری کبھی اضطراب | غرض درد ہجران کا او سہی عذاب
سدا تکتی رہتی تہی دیوار کو | غرض یاد کرتی تہی دلدار کو

داستان آفتاب کی تکلیف زبانی اک پری کی سنکر ماہتاب کی بیقراری مین

کدہر ہے تو ای ساقی بے نظیر | ہوا مین تو ہون دام غم مین اسیر
پلا ایسی دارو کہ درد و علم | جسے پی کہ ہو دور بس یکقلم
طلوع اختر ہجر ہونے لگا | دل پر حزین غل مچانے لگا
خبر وحشت آلودہ آنے لگی | تپ ہجر پہر زور لانے لگی
کہا اک پریزاد نے ای نگار | گئی تہی جو کل مین سوی کوہسار
ادہر اور ادہر ہر طرف گشت مین | قضا را مین پہونچی اوسے دشت مین
جہان شاہزادہ وہ محبوس ہے | کہون کیا کہ جینے سے مایوس ہے
کڑی راتدنکی اوٹہاتا ہے وہ | گہر آنسوونکے بہاتا ہے وہ
نہ دانہ نہ پانی نہ پوشاک ہے | تن یاسمین پر پڑی خاک ہے
جواہر کا انگہہ نہ دستار ہے | سراسر برہنہ تن زار ہے
وہ پیلی ہوئی گال نکہری ہوئے | پڑے ہے دوش پر بال بکہری ہوئے
نہ آنکہونمین سرمہ کی تحریر ہے | پڑی ہاتہہ پاؤنمین زنجیر ہے
وہ پاؤن جو تہی مثل گل لال لال | ہوئی صدمۂ خار سے پایمال
اکیلا اندہیرے مین روتا ہی وہ | دُر اشک سے مونہہ کو دہوتا ہی وہ

کسی جا پہ آنا نہ جانا اوسے　　سدا بستر خس پہ سونا اوسے
بجز درد و غم اور ہمدم نہین　　کہ فرقت کو یہہ درد و غم کم نہین
مصیبت سے فریاد کرتا ہے وہ　　تجہے ہر گھڑی یاد کرتا ہے وہ
کوئی اوسکی امداد کرتا نہین　　ترحم سے دل شاد کرتا نہین
جہان بیٹھنا تل ملانا اوسے　　کتاب الم کو سنانا اوسے
شب و روز آٹھو پہر مار ہے　　غرض زندگی اوسکو دشوار ہے
بیان کیا کرون وہان کا اضطراب　　سراپا مصیبت سراپا عذاب
یہہ سنکر کے رونے لگی گلبدن　　تعشق کے عالم مین رشک چمن
گریبان کو بس چاک کرنے لگی　　مہیا وہ خاشاک کرنے لگی
جواہر کی انگیا کو کر چاک وہ　　اوڑانے لگی الغرض خاک وہ
لگی سر کو دیوار سے پھوڑنے　　پہری بند اور نورتن توڑنے
چڑہا ہوت کچھہ ایسا ناپاک پر　　دئیے پہینک توڑ سے چہڑی خاک پر
طلائی جڑاؤ وہ انگشتری　　فدا جسپہ ہو زہرہ و مشتری
بہت طیش کہا کر کے اطراف مین　　کہے تو دیا پہینک کہہ قاف مین
کرن پھول اور جہومکے موڑ موڑ　　دئیے ڈال ایدہر اودہر توڑ توڑ
جواہر کے چہاونکا جوڑا کیا　　غرض اوسنے سب کام پورا کیا
پہری بند اور نورتن کو اوتار　　بگاڑا غرض اوسنے سارا سنگار

کہا اوس گل اندام سے نے یہ بول ‏ میری بات ای جان کر تو قبول
مجھے ساتھ مین اپنی لیکے چل ‏ مگر سب سے چہپکی باہر نکل
کسی پہ نہ ظاہر کرو بات کو ‏ چلو گہر سے باہر مگر رات کو
دو دائیان جبکہ ہون بر طرف ‏ اوڑا تخت کو لیچلو اوس طرف
اسیر بلا ہے جہان آفتاب ‏ خرامان خرامان چلو وہان شتاب
ذرا اب دکہا اوس گل اندام کو ‏ بہت دل تڑپتا ہے گلفام کو
تمنا ہے دل کو ملاقات کی ‏ طبیعت ہے راغب طرف باتکی
کہا اوسکو مہر النساء نے شتاب ‏ زبان بند کر اپنی اسے ماہتاب
خبر ہوگی اسکی اگر باپ کو ‏ نچہوڑیگا زندہ کبہی آپکو
اگر آگیا طیش رخسار پر ‏ ابہی کہینچ لیگا تجہے دار پر
کسی سے سنے گا اگر یہہ خبر ‏ غرض پہونکدیگا تیرے بال و پر
سر شام اودہر کو جاتا ہے وہ ‏ پہر بعد پہر وہا سے لیٹنے آتا ہے وہ
اگر دیکھہ لیگا وہ بیدار بخت ‏ غرض چہین لیگا تیرا تاج و تخت
پری اور پریزاد ناشاد ہو ‏ جہان تا جہان بلکہ برباد ہو
نہ کرنا کبہی قصد اطراف کا ‏ بہت تنگ ہے راہ کہہ قاف کا
اودہر کا کبہے نام لینا نہین ‏ قدم گہر سے باہر اوٹہانا نہین
عقلمند ہو کر نہ ہو بے وقوف ‏ خدا نے کیا تجکو صاحب وقوف

نجومی و رمال سے پوچھ اب | ستارہ ترقی کا نکلیگا کب
دکھا اپنی صورت کو اور حال کو | غرض پوچھ ملا سے تو فال کو
سنا ہے بزرگوں نے اس بات کو | دعا ہوتی مقبول بس رات کو
تو سر خاک پر رکھکے اے گلعذار | طرف اپنے خالق کی ہو اشکبار
اگر یاوری پر جو تقدیر ہے | یہی اوسکے ملنے کی تدبیر ہے
کبھی سیر دریا کو جایا کرو | میری جان پھر وہان سے آیا کرو
کبھی بیٹھ جانا گلستان مین | خرامان خرامان خیابان مین
کبھی دیکھ نرگس کو دلشاد ہو | برنگ چمن شاد آباد ہو
کبھی غنچہ و گل سے ہو ہمکلام | غرض مثل بلبل کی ہو شادکام
ہوا عمر کو تو نہ برباد کر | گلستان خوبی کا آباد کر
در حسن کا کرکے برباد تو | کریگی جوانی کو پھر یاد تو
بہار جوانی ہے اب جوش پر | نشاط و طرب کی تو مے نوش کر
جوانی نہین بلکہ گلبن ہے یہہ | سراپا لطافت مین دلہن ہے یہہ
کہان یہہ جوانی کہان یہہ سنگار | مثل ہے کہ ہے چار دن کی بہار
کہان یہہ جوانی کہان پھر یہہ آب | مثل ہے کہ ہے چار دن کا شباب
دریغا کہ عہد جوانی گذشت | جوانی مگو زندگانی گذشت
غنیمت شمر صحبت دوستان | کہ گل پنج روز است در بوستان

کہا اوسنے مہر النسا کو شریر | ہوئی مین تو بس چاہ غم مین اسیر
نصیحت تری دل کو بہاتی نہین | محبت کسی طرح جاتی نہین
تب غم سے بس آہ کرنے لگی | جہان تا جہان سیاہ کرنے لگی
طمانچون سے مونہہ اور چہاتی کو کوٹ | کبہے تو کہ رونے لگی پہوٹ پہوٹ
دُرِ اشک آنکہون مین آنے لگی | غرض دیدہ و دل ستانے لگی
وہ خارِ الم دل مین رہنے لگا | جگر کٹ کے آنکہون سے بہنے لگا
شب و روز رہتی تہی بیتاب وہ | کبہے تو کہ تہی مثل سیماب وہ
کبہی دردِ فرقت سے رونا اوسے | کبہی جا چپرکہٹ پہ سونا اوسے
کبہی چہپ کے رونا گلستانمین | کبہی پہنچ جانا خیابانمین
کبہی رونا مونہہ کرکے پردہ کی اوٹ | کبہی بےپردہ ہونا غرض لوٹ پوٹ
کبہی سوئے دیوار تکنا اوسے | کبہی آپ ہی آپ بکنا اوسے
کبہی ہنستے اور گاہ روتی تہی وہ | دُرِ اشک سے مونہہ کو دہوتی تہی وہ
ہوا اتنا لاغر تن یاسمین | لگا پاؤن پڑنے کہین کا کہین
کبہی بیٹہنا گاہ اوٹہنا اوسے | طرح ماہ انور کی گہٹنا اوسے
جہان بیٹہتی آہ کرتی تہی وہ | جہان تا جہان سیاہ کرتی تہی وہ
کبہی ہوکے کہسیانی رو ڈالنا | اوسی آب سے مونہہ کو دہو ڈالنا
محبت مین اوس گل کی دن رات وہ | کف دست ملتے تہی ہیہات وہ

تصور مین دلبر کے رہتی تہی وہ — مصائب کو ہجران کے سہتی تہی وہ
نہ ملتی ہی نہ چہوڑتی سے رغبت اوسے — در و لعل و نیلم سے نفرت اوسے
نہ سر کی خبر اور نہ بستانکی تہی — نہ گہر کی خبر اور نہ بستان کی
گندہا گہر نہین سر تو کچہہ غم نہین — جو کہرتی ہے ساتہہ اوسکی محرم نہین
اگر آنکہہ مین اوسکے سرمہ نہین — تو اسکی بہی اوس گلکو پروا نہین

داستان مہر النساء کا شکار مین اور گہر سے نکل کر بازار مین جانا اور وزیر زادہ کا عاشق ہونا مہر النساء پر

کدہر ہے تو اے ساقی سیمتن — نکل کر چلی گہر سے اک گلبدن
کہ اسکی محبت مین دل چاک ہے — نہایت پریشان و غمناک ہے
پلا ایسا ساغر کہ دل شاد ہو — دیار جدائی کا آباد ہو
اوسی کے تصور مین اور دہیان مین — رہے سوچ اک رات دالان مین
وہی خوابمین اوسکو آیا نظر — سدا جسکی خاطر تہی وہ چشم تر
سدا جسکی خاطر تہی بیخواب وہ — طرح مرغ بسمل کے بیتاب وہ
سدا جسکی الفت مین اور یاد مین — شب و روز رہتے تہے فریاد مین
سدا جسکی فرقت مین روتی تہی — نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی تہی وہ
وہ تہی مبتلا جسپہ اور جان نثار — سدا جسکی فرقت مین تہی اشکبار
سدا ہجر مین جسکی وہ گلعذار — کف دست ملتی تہی مثل چنار
وہی راحت جان ملا خوابمین — وہ تہی جسکی خاطر تب و تابمین

ملا ہو نہ جس سے وہ سیمیں گل اندام — ہوئی صبح تیرہ سوا اُس گلفام کے
لگی کہنے اُسے رشک بدر منیر — پڑی دام غم میں ہوئی ہوں اسیر
نہ کھاتی ہی پیتی نہ سوتی ہوں میں — سدا ہجر میں تیرے روتی ہوں میں
لگا نشتر غم رگ جاں میں — ہوئی درد سے پیچ ہوش سا میں
یہی دل میں آتا ہے مر جاؤں میں — کسی چاہ میں جا کے گر جاؤں میں
تجھے ہر گھڑی یاد کرتی ہوں میں — دل و جان کو پیشکش کرتی ہوں میں
در اشک آنکھوں سے تھمتا نہیں — دل و جان پہ بس اپنا چلتا نہیں
مجھے زندگی اپنی بہاتی نہیں — یہہ جان حزین تن سے جاتی نہیں
تپ غم سے ہر وقت نالاں ہوں میں — گلو کی طرح چاک داماں ہوں میں
یہہ بار الم سے کہ اٹھتا نہیں — کوئی دم کو یہہ درد گھٹتا نہیں
تپ ہجر دل کو جلانے لگی — اجل کی طرح مجھکو کھانے لگی
بہت اپنے جینے سے ناشاد ہوں — طرح گرد باد اُسکے برباد ہوں
نہ مونس کوئی اور نہ غمخوار ہے — جو اک دل ہے سو وہ بھی تو بیمار ہے
گئی اوسکی اتنے میں جو آنکھ کھل — در اشک رخسار پر آئے ڈھل
یکایک گل اندام سوتی اوٹھی — چمک بت سے گل فام روتی اوٹھی
اوٹھی خواب سے ایسی بیتاب ہو — کہ جس طرح ماہی بے آب ہو
در اشک آنکھوں سے آنے لگی — زمین و فلک کو ڈبانے لگی

نہ سر کی خبر اور نہ اندام کی
اپنا سر او سینہ وہ پہوڑنے لگے
محبت مین اوس گل کی گہلنے لگی
نہ چلنے کی طاقت نہ گفتار کی
اوسے ولولہ اور اوسے دہیان مین
کبہی روکے نکلی گلستان سے
کبہی دیکہہ نرگس کو رونے لگی
کبہی متصل بیٹہہ نشست وہ
کبہی آب دیدہ ہوئی ہیت مین
کبہی پہری سبزہ مین اکتائی وہ
کبہی آکے بیٹہہ رونے لگی
کف دست ملنے لگی بس چنار
شجر آہ سے اوسکی جلنے لگے
پہری جابجا وہ گلستان مین
پہری اور پہر نیز مضطر ہوئی
گریبان کیا لالہ و گل نے چاک
گری ہر طرف ڈالیان ٹوٹ ٹوٹ

جگر گون ہوئی شکل گلفام کی
در اشک کی طرح گرنے لگی
طرح ماہ انور کی گہٹنے لگی
سراپا ہوئی شکل بیمار کی
گئے رفتہ رفتہ گلستان مین
کف دست ملتی خیابان سے
در اشک آنکہو سے بونے لگی
کہے تو لگی کرنے فریاد وہ
لگی دست و پا مارنے ریت مین
طرح ابر گریہ کی گریان وہ
ندی آنسوؤنکے بہانے لگی
ہوئے اوسکے رونے سے سب اشکبار
ندی نالہ اشکونکے چلنے لگے
ہوئی پر نہ راحت دلِ جانمین
زمین و فلک خاکستر ہوئی
بگولہ اوڑانے لگے سر پہ خاک
گل و غنچہ رونے لگے بیہوش ہوہو

گلو لگا جگر درد سے شق ہوا
اور اسی سے بلبل کا رنگ فق ہوا

یہہ اوس وقت گریہ کی کثرت ہوئی
ترانے سے بلبل کو نفرت ہوئی

جگر درد سے کہہ کا پیٹنے لگا
مہ چار دہ غم سے گھٹنے لگا

زمین و فلک جملہ دیوار و در
ہوئی اوسکے رونے سے شب چشم تر

کبھی چاہکے سوسن کو با چشم نم
سنانے لگی داستان الم

چرند اور پرند آبدیدہ ہوئے
گل نارسیدہ رسیدہ ہوئے

جہان غم سے بیتاب ہونے لگا
جگر سنگ کا آب ہونے لگا

خواصین لگی کہنے اے ماہوش
تو ہوتی ہے کس واسطے نالہ کش

جوانی عبث اپنی کہوتی ہے تو
فنا ہجر مین اوسکے ہوتی ہے تو

خوشی کر تو اے ماہ گیتی فروز
مثل ہے کہ ہے چاندنی چار روز

کہان یہہ جوانی کہان پہر یہہ سال
جوانی کا جوبن ہے خواب و خیال

کہا اوسنے رو رو کے چہوڑو نہین
میرے پاس تم بلکہ ٹہرو نہین

فلک کی طرف دیکہہ رونے لگی
رومال آنسوؤن سے بہگونے لگی

کہا اوسکو مہر النسا نے نہ رو
عقلمند ہوکر دیوانی نہ ہو

وہ رو رو کے ہے دلدار آتا نہین
تڑپنے سے آزار جاتا نہین

اگر وصل ہے تیری تقدیر مین
لگا لون ہون ملنے کی تدبیر مین

کوئی دن کو اے ماہ تو صبر کر
دل صد حزین پہ ذرا جبر کر

ذرا صبر کر اب گل اندام تو
کوئی دن نہین دیکھیگی آرام تو

کوئی دن نہین اب او سکو لاتی ہون مین
تیرے پاس لاکر بٹہاتی ہونمین

تو خاطر جمع رکہہ کسی کید سے
چہڑالاؤنگی مین اوسے قید سے

تیرے واسطے اب نکلتی ہونمین
حضور شہنشاہ چلتی ہون مین

یہہ صحبت مری تیری چہٹ جائیگی
غرض بزم عشرت کی لٹ جائیگی

یہہ منزل جو درپیش آتی نہین
کبہی تیرے قدموسے جاتی نہین

کہا شاہزادی نے اے میری جان
کہا ہے تپ ہجر نے ناتوان

تپ غم سے شعلے نکلنے لگے
غرض استخوان ساری جلنے لگے

تیرا ہجر دل کو گنوارہ نہین ہے
کوئی اور اپنا سہارہ نہین

میری ساتہہ اتنے رکہا لی نکر
غریبوں نے تو بے وفائی نکر

اکیلی مجہے چہوڑ جانے لگی
تو کیون غمزدونکو ستانے لگی

تیرے پیچہے رو رو کے مرجاؤنگی
خدا جانے جیسے گذر جاؤنگی

تیری تقویت پر تو بہرتی ہونمین
اگرچہ دمے سرد بہرتی ہونمین

اکیلی مجہے چہوڑ جانا نہین
غرض بیکسونکو ستانا نہین

کوئی دنکی مہمان ہون جان سے
دل و جان سے اسبات کو مان لے

الگ مجہسے ای جان ہوتی ہے تو
جدائیکا بس داغ دیتی ہے تو

مجہے زندہ ہرگز نہ پائیگی تو
اگرچہ رہا کرکے لائیگی تو

اگرچہ دل آشفتہ رہتی ہون مین
مگر تیرے باعث ہی جیتی ہون مین

نہ لینا کبھی نام چلنے کا تو
میری جان گھر سے نکلنے کا تو

یہہ عادت تیری مجھکو بہاتی نہین
تیری جان کو مین ستاتی نہین

کہا اوسکو مہر النسا نے بوا
ملا وے ہمے اور تمہے پھر خدا

ترا درد دل کو گوارہ نہین ہے
نکلنے سے کے جز اور چارہ نہین

کوئی دن مین اب پھر کے آتی ہون مین
خدا نے جو چاہا تو لاتی ہون مین

جدائی کوئی دن کی ہے درمیان
وہی بلبل و گل وہی گلستان

کہا اوسنے رو رو کے رشک چمن
خدا کو مین سونپا تجھے گلبدن

میرے سر کی ہین تو نہ کرنا الم ہے
بحق محمد شفیع الامم ہے

اگر زیست باقی ہے رشک ارم
کوئی دن مین پھر چومتی ہون قدم

اگر مر گئی تو سنے کان سے
تو کہنا کہ صدقہ ہوئی جان سے

اگر مر گئی میری جوتی سے وہ
تصدق ہوئی میری چوٹی سے وہ

کناریکا جوڑا پہن تنگ چست
ہر اک عضو کو اپنے کر کے درست

وہ انگشت کی کرتی جواہر نگار
کلی در کلی گو کہ وہ نکی بہار

تمامی کی پشواز با آب و تاب
جسے رشک کہا دیکھکہ آفتاب

دوپٹہ کمر اور سر پر کولاہ
غرض ہر طرح اپنی سج دھج بنا

جڑاؤ وہ بالی گلفام نے
سجا آپکو اوس گل اندام نے

چمکتے ہوئے جہومکے کانمین
کئی لاکہہ موتی گلے بیچ ڈال
کہین ٹیکا جہومر کہین اور مانگ
وہ قشقہ غضب ناک سندور کا
پری بند اور نور تن کا وہ نور
جہانگیر یون لگا عجب طور تہا
وہ شعلہ سا چہری بہڑکتا ہوا
ہبی اسطرح سے جو وہ گلعذار
فرشتہ ہبی دیکہے جو اوس آنکو
محل والیان ہوگی سب مضطرب
یہہ لبتہ ہوا گہر اوجڑنے لگا
کسی نی کہا اوس کو با چشم نم
دکہا کر چلی جس طرح پشت تو
کسی نے کہا اوسکو با صد ملال
کسی نے کہا اوسکو دلدار تو
کسی نے کہار کہکے چہاتی پہ ہاتہہ
کسی نے کہا ہائے ننہی سا سن

گل ارغوان جون گلستانمین
کرن پہول اور جہوملونکو سنبہال
کہے تو کہ پہر کہہ چلی ایک سانگ
جگر جس پہ ٹکڑے ہو بس چور کا
کہے تو کیا ماہ و خور نے ظہور
کہے تو کہ آٹہو نپہر شور تہا
بدن زیر کرتی تہرکتا ہوا
ہوئی حسن کی اور دونی بہار
کہے تو تصدق کرے جانکو
لگین کہنے ہے ہے ہوا یہہ غضب
غرض کارخانہ بگہڑنے لگا
دکہانا یہہ مہر النساء پہر قدم
دکہانا اسیے طرح آکہ کے رو
تو مہر النساء چہوڑدے یہہ خیال
چلی چہوڑ کر کسپہ گہر بار تو
یہہ بندی رہیگی تیری ساتہہ ساتہہ
مصیبت کی راتین مشقت کے دن

نہین گرمی گل کی ہے جسکو تاب
سہے کسطرح گرمی آفتاب

کوئی ہاتہہ پاؤن پہ دہرنے لگی
کوئی اوسکے قدمونپہ گرنے لگی

کوئی گلبدن آب دیدہ ہوئی
کلی کی طرح بس دریدہ ہوئی

کسینے کہا اوسکو بس ہاتہہ جوڑ
تو مہر النسا اس ارادہ کو چہوڑ

کسی نے کہا اوسکو محرم نہین
کوئی بات کرنے کو ہمدم نہین

کسی نے کہا کہتی ہون باتمین
بہت مردوے رہتے ہین گہاتمین

تیری دیکہہ صورت کوئی نابکار
بدن پر سے لیوے جواہر اوتار

نہ نکلے کبہی گہر سے اے ماہ تو
چلے گی بہلا کس طرح راہ تو

پیالہ نہ پکڑا کبہی ہاتہہ مین
چلے گی بہلا مین کس ساتہہ مین

اندہیرے اوجالے مین نکلو گی تو
کسی شہر مین راہ بہولے گی تو

جریدہ نہ بیٹہے گلستان مین
پہرے گی اکیلی بیابان مین

ڈوپٹہ چلی سے لے کہار بیکا تو
بہت رکہنا پر ہوشیاری سی تو

کسیکی کوئی چیز کہانا نہین
کسیکی غرض ساتہہ جانا نہین

کسی نے کہا پیچ لڑی کو سنبہال
کسی نے کہا گہر کا رکہنا خیال

کسی نے کہا اوسکو ای سیمتن
خدا پہر تجہے لاوے رشک چمن

کسی نے کہا ہاتہہ گردن مین ڈال
خدا تیرا حافظ دوپٹہ سنبہال

اگر چلتے چلتے جو ہوجائے شام
تو اے جان کرنا اوست جا قیام

کہا اونے سبکے تئین ہاتہہ جوڑ | شتابی ست دو میری دامن کو چہوڑ
میرا ای بیو تمکو پہونچے سلام | دعا ہے سب مجہے یاد رکہنا مدام
جدی ہوکے اب تم سے چلتی ہون مین | کوئی دم مین پہر آکے ملتی ہون مین
وداع جب وہ گلفام ہونے لگی | تو وہ شاہزادی بہی رونے لگی
پریزاد رونے لگی زار زار | ٹپکنے لگے اشک بے اختیار
ہوئی آب دیدہ زمین و فلک | جہان تا جہان بلکہ حور و ملک
عجب رونے دہونے کی کثرت ہوئی | تبسم ست غنچہ کو نفرت ہوئی
اوٹہا بین کاندہے سے مہر النساء | چلی اک ادا سے وہ نجم النساء
بدن کو چہپا اور چولی کو کس | چلی چہوڑ کر اپنا گہربار بس
چلی چہوڑ کر اپنے گہربار کو | دکہاتی ہوئی دلربا یار کو
اکڑتی چلی گہر سے گلفام وہ | خرامان خرامان گل اندام وہ
وہ چہب اپنی سب کو دکہاتی ہوئی | کچہین نیر کرتی چہپاتی ہوئی
چلی باجہونکے تئین تہام وہ | دکہاتی ہوئی حسن گلفام وہ
نزاکت سے پاؤن اوٹہاتی ہوئی | کہے تو کہ گہنگرون بجاتی ہوئی
مٹکتی چلی دہجکے کاندہے پہ بین | دکہلاتی ہوئی چہاتیان نازنین
نشہ مین جوانیکے اور شوق مین | خرامان خرامان چلی ذوق مین
چلی ایسی ادا اور انداز سے | ٹپکنے لگا حسن پشواز سے

چلی اس ادا سے جو وہ رشک حور ۔ ہوئے غش اوسے دیکھہ وحش و طیور
وہ شعلہ سا اوبھرا ہوا طور کا ۔ کہے تو کہ پتلہ تھا اک نور کا
لگی کہنے دیکھہ اوسکو برنا و پیر ۔ مقابل نہین اسکے بدر منیر
وہ پشت اپنی سب کو دکھاتی ہوئی ۔ چھڑی سے چھڑے کو بجاتی ہوئی
نہ سدہ بدہ کی لی اور نہ اتوار کی ۔ نکل گھر سے لی راہ بازار کی
دوکانین چمکتی ہوئی ساریان ۔ وہ دیوار اور در کی تیاریان
سنہری روپہلی درون پر نگار ۔ سراپا لطافت مین باغ و بہار
بچھا کر وہ گلفام قالین کو ۔ بجانے لگی بیٹھہ کر بین کو
صدا جو گئی ہر طرف بین کی ۔ ہوئی شہرت اوس لعبت چین کی
ہوا غل پرستانمین بین کا ۔ تماشہ ہے اک لعبت چین کا
پرستان کے جملہ صغیر و کبیر ۔ چلے بین سننے امیر و وزیر
ادا سے وہ گلفام گاتی رہی ۔ دہرے سے بین کاندہی بجاتی رہی
جواہر پہ پرداد دیتی رہی ۔ صدا بین پر داد دیتی رہی
جہانتک کے خلقت تہی بازار کی ۔ تھے مشتاق سب اوسکی دیدار کے
زمین و فلک بحر و بر کوہ و دشت ۔ لگے کرنے آواز پر اوسکے گشت
ہوا بندہ گئی اوسگھڑی اس مثال ۔ سکونت گئے بھول کوہ و جبال
کناری کا جوڑا بعد آب و تاب ۔ چمکتی ہوئی گال جون آفتاب

سراپا وہ گلفام نکھرے ہوئے — تمامی کی پشواز بکھری ہوئی
کوئی آنکھہ ڈالے ہوئے بین پر — پس پردہ دل لعبت چین پر
بڑے چھوٹے جملہ پرستانکے — قدم بوس ہوتے تھے مہمان کے
کوئی دیکھہ کہتا اوسے دور سے — قدم اسکا بہتر ہے لب حور سے
تہا کہتا کوئی دیکھہ اوس شانکو — بجا ہے تصدق کروں جانکو
فدا کوئی قامت پہ ہونے لگا — کوئی دیکھہ صورت کو رونے لگا
کوئی بین سننے کا مشتاق تہا — غرض عشق مین شہرہ آفاق تہا
مدارات ہر طرح کرتی تہی وہ — غرض سر کو قدمونپہ دہرتی تہی وہ
کہین آگیا وہانپہ ابن وزیر — کہے کہ تہا رشک بدر منیر
برس پندرہ یا کہ سولہ سے کم — نہایت حسین اور صاحب کرم
گیا متصل اوس گل اندام کے — رہا سامنے بیٹھہ گلفام کے
وہ سنتا کبھی کان دہر بین کو — کبھی دیکھتا لعبت چین کو
اوسی اپنے عالم مین وہ ماہ رو — کسی ساتھہ کرتی نہ تہی گفتگو
دو زانو تہی بیٹھی جمائے ہوئے — دل اوس بین اوپر لگائی ہوئی
مزا بین سن سنکے لیتا رہا — جواہر پریزاد دیتا رہا
کہا اوس پریزاد نے دلکو تہام — ہوا ہون ترا جان و دل سی غلام
ادہر اور اودہر ہر طرف بار بار — لگا ہونے اوس ماہ رو پر نثار

کبھی پاس بیٹھے کبھی دور وہ — ہوی دیکھہ دیکھہ اوسکو مسرور وہ
کبھی سرکو قدمونپہ دہرنے لگا — محبت کا دم اوسکی بہرنے لگا
کبھی دستہ بوسے کبھی جان نثار — کبھی دیدہ بازی کبھی ہمکنار
لٹا مین محبت کے اور شوق مین — لگا دست و پا چومنے ذوق مین
نشہ ایسا کچہہ اوسپہ غالب ہوا — غرض وصل کا اوسسے طالب ہوا
کہا سکتا اور قربان ہوئے — چلو گہر میرے آج مہمان ہو
کوئی دنکو سینچے قدم سے کیجئے — مری گہر کو رشک ارم کیجیے
یہان ستے ہے باہر کرم آپکا — سے ہے آنکھونپہ میرے قدم آپکا
کہانسے تم آئے ہو فرمائیے — پتا نام اور گہر کا بتلائیے
ارادہ ہے جانیکا کس دیس مین — سبب کیا ہے آنیکا اس بہیس مین
غرض دیے اپنے احوال سے — کہا الغرض مہر تمثال سے
کہا سکٹرا اوسکو گلفام نے — چہپا دست دیا اوس گل اندام نے
طبیعت کی خود اپنی مختار ہون — رعیت کسیکی نہ سردار ہون
مسافر ہون ملک پرستان مین — اکیلی ہون قوسے بنی جان مین
مسافر نوازی میری ساتھہ کر — خوشی کی غرض ہر طرح بات کر
مسافر ہو تم نین ایک دورا تکی — نہین مجہکو حاجت ملاقات کی
نہین ہمین نہ اتنا بہت آئیے — جہانسے ہو آئے چلے جائیے

میرے پاس بیٹھا جو بھولا ہے تو | کوئی چیز دیکر کے بھولا ہے تو
مین انسان ہون اور پریزاد تو | کہین دور ہو یہان سے بدزاد تو
الگ ہمسے بیٹھو کنارا کرو | یہہ اور دن کو صاحب اشارا کرو
کرو بات ہمسے مگر مونہہ سنبھال | نہ لانا کوئی اور دل مین خیال
مین ان تیری باتون کی قایل نہین | زر و سیم کی تجھسے سایل نہین
مجھے کس لیئے تنگ کرتا ہے تو | غریبون سے کیون جنگ کرتا ہے تو
میری ساتھہ مین کرنہ بدذاتیان | تمسخر کرینگی پریزادیان
مین کچھہ گولیان ایسی کھیلی نہین | پرستان مین کچھہ اکیلی نہین
مصاحب ہون مین اک پریزاد کی | دیوانی ہون اوس رشک شمشاد کی
اری مین تو ہر کام مین طاق ہون | جہان تا جہان شہرۂ آفاق ہون
اگرچہ تو لاویگا سو کید مین | نہ آویگی بندی تیری قید مین
کہا ہے بزرگون نے سچ او بجا | پریزاد ہوتے ہین کل بے وفا
تجھے دیکھہ کھاتی ہون بس خوان مین | پڑے ہون تیری صورت پہ لاحول مین
ذرا اپنے مونہہ کو تو بنواؤ تم | چلو یہان سے ہنڈی ہوا کھاؤ تم
مروڑیگا گر تو میری چھاتیان | تو مین بھی تجھے دونگی اب گالیان
اگر کید پر اپنے آجاؤن مین | ستارہ فلک پر سے لے آؤن مین
لگی جب کے پیچھے تو چھوڑا نہین | کبھی معرکہ سے مونہہ موڑا نہین

نہ ہو گی کوئی اور ایسی چھنال
میرا چھوڑ بیٹھا تو چل کام کر
مین ایسے کو صحبت مین رکھتی نہین
مجھے تیری صورت سی نفرت ہوئی
اگر حسن کا تو طلب گار ہے
مجھے ایسا آتا ہے افسون و کید
ارے او پریزاد سنتا ہے تو
کئے لاکھہ ایسے خرمند مین
کسیکو نہ اپنا دیا بھید مین
طوایف ہون مین ملک کشمیر کی
گدا ہو کوئی یا کہ سلطان ہو
نہ صورت سے مطلب نہ سیرت سے کام
نہ مرزا سے مطلب نہ سادات سے
مین بے زر کبھی بات کرتی نہین
کوئی چیز بے دام آتی نہین
یہی اپنا قانون و آئین ہے
سنا ہے کہ ہین آپ ابن وزیر
جو باتو نہین چھوائے گی تم سے گال
پریزادیو نہین نہ بدنام کر
دمی دوستی انکا بہرتی نہین
نہایت ہی دل کو کدورت ہوئی
بہرا خوب رو یونسی بازار ہے
کرون مین پرشتہ کو اک دم مین قید
عبث سر کو کم بخت دہنتا ہے تو
کئے دام الفت مین پابند مین
رکہا عمر بہر سب کو امید مین
نہ مرشد کی قائل نہ مین پیر کی
یہودی کوئی یا مسلمان ہو
دُرّ و لعل و یاقوت کی ہون غلام
اری کام ہمکو جواہرات سے
کسی سے ملاقات کرتی نہین
فقیرونکی صحبت بہی بہاتی نہین
یہی اپنا مذہب یہی دین ہے
دیار ظرافت مین ہم بے نظیر

میرے پاس سے جو تو ٹلتا نہین — تجھے کیا پریزاد ملتا نہین
یہہ آپس مین دو چار باتین ہوئی — لگاوٹ کی القصہ گہاتین ہوئی
یہہ آپس مین رمز و کنائی ہوئی — مگر دل سے دل کو لگائی ہوئی
پکڑ ہاتہہ رشکِ گلستان کا — لیا راہ سیدہا شبستان کا
بٹہا تخت اوپر بہت زور سے — کہے تو اوڑا لیگیا شور سے
کہا اوپریزاد سُن بات کو — میرے چہوڑ غارت گئے ہاتہہ کو
مسافر کو کوئی ستاتا نہین — پکڑ ہاتہہ گہر سے اوٹہاتا نہین
لگا تہا میرے کب سے تو کہا تمین — دیا ڈال جو ہاتہہ کو ہات مین
دیہا چو گڑی کیون مچاتا ہے تو — مسافر کو ہاتہون اوٹہاتا ہے تو
نہین رہی نہین شور کرتی رہی — پریزاد سے زور کرتی رہی
غرض رفتہ رفتہ اوسی آن مین — اوتارا اوسے جا شبستان مین
بیان کیا کرون اوسکے ایوان کا — جڑاؤ ہر اک طاق دالان کا
گیا وہان ہی دوڑ اوہ ابنِ وزیر — حضورِ شہنشاہ آفاق گیر
طوایف جوائی ہے کشمیر سے — وہ کچہہ کم نہین مہرِ تنویر سے
اوٹہا دے اگر ماہ رخ وہ نقاب — کرے سامنے پہر نہ مونہہ آفتاب
دیا حق نے وہ حسن و دلبری — جسے رشک کہا دیکہہ حور و پری
بجاتی عجب لطف سے بین وہ — حقیقت مین ہے لعبتِ چین وہ

سنین کی اگر آپ خود بین کو نہ چھوڑینگے پھر لعبت چین کو
کہ وا غرض جب بجاتی ہے وہ زمین و فلک کو ہلاتی ہے وہ
صدا پہونچی گر بین کی کان مین بجائے اگر وہ گلستان مین
کہین واہ وا غنچہ بس پھوٹ پھوٹ زمین پر گرین ڈالیان ٹوٹ ٹوٹ
پہ آواز مین اوسکی تاثیر ہے غرض ہر کوئی پابہ زنجیر ہے
کہا شہ نے دل مین نہ ہونا ملول کیا تیرے کہنے کو مینے قبول
سر شام محفل مین لانا اوسے عجایب پرستان دکہانا اوسے

داستان بادشاہ کی مجلس آرائی مین اور مہر النساء کو بین بجانے مین

پلا ساقیا ساغر عنبرین سر محفل آتی ہے اک مہ جبین
تامل نہ کر اور نہ تاخیر کر بلانے مین ساغر کے تدبیر کر
پری اور پریزاد سب شوق مین خرامان خرامان ہین لبس ذوق مین
سر شام وہ غیرت ماہتاب ہوئی بزم آرا بصد آب و تاب
پس پیش کا اوسنے کرکے خیال ڈوپٹہ سنبہال اور چہپاتی نکال
دو زانو گئی بیٹھہ انداز سے چہپا ہاتھہ پاؤن کو پشواز سے
کہا شہ نے اوس لعبت چین کو کرو اپنی آراستہ بین کو
کہو اسناؤ ذرا بین مین ہون مشتاق ہان لعبت چین مین
ادہر تو وہ مجرے کو پرخم ہوئی اودہر بزم دیکھہ اوسکو بیدم ہوئی

وہ دہرہ بین کاندہے پہ رشکِ قمر
کہروا بجانے لگی سیم بر

کیا مجرا جب آدمی زاد نے تو
کہا واہ وا سب پریزاد نے

غرض بندہ گیا اوسگہڑی وہ سماں
لگی وجد کرنے زمین و زمان

پرندہ درختون سے گرنے لگی
صدا اوسکی سن سن کے مرنے لگے

زمین و فلک مین پڑا زلزلہ
ہوا واہ وا کا عجب غلغلہ

دلوں مین خوشی سے کے اوٹہنے لگی
ہوا بزم مین آ کے رکنے لگی

پڑی غش مین ہر سو امیر و وزیر
غرض رفتہ رفتہ صغیر و کبیر

مزا بین کا سب کے تئین آ گیا
تحیر کا عالم غرض چہا گیا

اودہر دل لگا یاد کرتی تہی وہ
پریزاد کو شاد کرتی تہی وہ

گتین بین کی جب پلٹتی تہی وہ
سے تو صفون کو اولٹتی تہی وہ

پریزاد جتنے تہے اوس دم وہان
کسی مین نہ باقی تہے تاب و توان

چمن مین لگی رونے گل پہوٹ پہوٹ
ستارہ پڑے ہر طرف ٹوٹ ٹوٹ

بجاتی تہی بن ٹہکے جب بین وہ
پریزاد کا لے تہی دل چہین وہ

سنا جس پریزاد نے تان کو
نظر کر دیا الغرض جان کو

کوئی سر کو قدمون پہ دہرنے لگا
کوئی بیخبر ہو کے گرنے لگا

نظر حسن پر اوسکے جانے لگی
غشی الغرض سب کو آنے لگی

کوئی چاک داماں بحالِ خراب
کوئی سر بہ زانو بصد اضطراب

بڑے چھوٹے سب اوسپہ قربان تھے
نثار اوسپہ کرتے تھے دل و جان تھے

دلہن صبح کی مسکرانے لگی
شب تیرہ ترمونہہ چھپانے لگی

وہ دہربین کاندہے پہ انداز سے
اوٹھی الغرض دلربا ناز سے

روانہ ہوئی گھر کو رشک چمن
دکھاتی ہوئی چھاتیان گلبدن

سر شام محفل مین آتی تھی وہ
غرض بین سب کو سناتی تھی وہ

داستان آفتاب کی رہائی مین توسل سے مہرالنساء کے

کدہر ہے تو اے ساقی حورزاد
چلی گھر کو مہرالنساء بامراد

ذرا تو بھی لب ریز کر جام کو
دکھا شادمانی کے ایام کو

زمانہ جدائی کا مت یاد کر
ذرا ساغری سے دل شاد کر

خرامان خرامان وہ زہرہ جبین
بجاتی ہوئی گھنگھرون نازنین

ہوئی بزم آرا سر شام وہ
دہری بین کاندہے پہ گلفام وہ

تن یاسمین کو سنبھالے ہوئی
کہین پیاری پیاری نکالی ہوئی

وہ پشوان کو کرکے ایدہر اودہر
ادا سے گئی بیٹھ رشک قمر

دو زانو گئی بیٹھ زہرہ جبین
چھپا اوڑہنی سے تن نازنین

کہا اہل محفل نے کچھ گائیے
سمان بین کا ہمکو دکھلائیے

ترے بین سننے کے مشتاق ہین
ترے عشق مین شہرہ آفاق ہین

بہت حظ اوٹھائینگے ہم بین سے
کہا اس طرح لعبت چین سے

وہ دہر بین کاندہے پہ انداز سے — بجانے لگی سرو قد ناز سے
کہروا بجانے لگی شوق مین — کبہے تو لگی جہومنے ذوق مین
چرند اور پرند آشیانونکو چہوڑ — چلی بین سننے کو بس دوڑ دوڑ
وہ پردونکو جبدم سے پلٹنے لگی — کبہے تو صفونکو اولٹنے لگی
پری اور پریزاد بس شوق مین — کبہے تو لگی لوٹنے ذوق مین
ہوا بندہ گئی اوسگہڑی اس قرین — ہوئی مضطرب آسمان و زمین
دیا پردہ جو بین کا اوسنے موڑ — کہڑی آہوئی راگنی ہاتہہ جوڑ
بجی اوسگہڑی بین اس آن سے — شکیب اوٹہا گیا جن و انسان سے
سبہونکو وہان عالم بیہوش تہا — مگر ایک مہتاب خاموش تہا
کبہی سامنے ہوکے گاتی تہی وہ — کبہی پہیر مونہہ کو رجہاتی تہی وہ
ہنسایا کبہی اور رولایا کبہی — جوانیکا جوبن دکہایا کبہی
کبہی مسکرانے لگی مہجبین — دکہانے لگی چہاتیان نازنین
دوپٹہ کبہی رخ سے سرکا دیا — دلون بیچ شعلہ سا بہڑکا دیا
کبہی بال پیچونکو سنوارہ تہی وہ — کبہی اونچی کرتے اتارہ تہی وہ
کبہی کرکے رخسار انچل کی اوٹ — بس پردہ کرلیتی تہی دل لوٹ پوٹ
کبہی ہاتون پر پاؤن دہر بیٹہنا — کبہی اپنی پوشاک کو دیکہنا
دوزانو کبہی بیٹہہ انداز سے — چہپا مونہہ کو لیتی تہی اپنے ناز سے

کڑے سے کڑے سے کو بجالاتی تہی وہ
جواہر کے چہلے دکہاتی تہی وہ

پہری چند اور تو رتن کی وہ تاب
مہ و مہر کو جس سے آوے حجاب

وہ سونے کی نقشی جواہر کی ٹانگ
عجایب وہ خلقت عجایب وہ سانگ

جواہر کی کرتی جواہر کی بین
کہے تو کہ تہی رشک ماہ مبین

زمین و فلک دشت کوہ و جبال
تحیر ہیت تہی دیکہہ اوسکا جمال

عمارت کی خوبی درونی او بہار
سراپا مرصع سراپا نگار

سنہری معرق وہ دیوار و در
جہلکتے ہوئی مثل شمس و قمر

و بیوہ بام کل غیرت آفتاب
چمکتا ہوا ہر طرف ماہتاب

بچہا فرش وہان روم اور چین کا
بیان کیا کرون لعبت چین کا

بجاتی رہے چنگ بین وہ
رجہاتی رہی لعبت چین وہ

پریزاد پاؤن پہ گرنے لگی
محبت کا دم اوسکے بہرنے لگی

کیا شہ نے اعزاز گلفام کا
کیا مستحق اوسکو انعام کا

کیا شاہ نے اوسکو اتنا عطا
دیئے بہر جواہر کے اوسکو لگا

جگہہ دی اوسے اک شبستان مین
محبت سے رکہا دل و جان مین

کہا اوسنے ای شاہ فیروز بخت
رہے تا قیامت تیرا تاج و تخت

رہے تیرا دشمن ہمیشہ خراب
تو ہو ہفت اقلیم مین فتحیاب

کرون عرض گر حکم ہووی حضور
کرین معاف گر مجہسے ہووی قصور

کہا شاہ نے اوس گل اندام کو — بیان کر تو احوال گلفام کو
کئے جملہ اداب تجہ پر معاف — بیان کر تو احوال دل صاف صاف
بہت سے کہانی بڑا داستان — مگر مختصر کرتی ہون کچھ بیان
جو ہے دختر شاہ عالی جناب — جسے خلق کہتی ہے سب ماہتاب
مین بن مہر النسا اوسکی نجتا تہی — غرض ہر طرح اوسکی غمخوار تہی
مین رہتی تہی پاس اوسکی ہر دم مدام — سدا عیش و عشرت مین ہر صبح و شام
سدا ساغر عیش پیتی تہی مین — غرض دیکہکر اوسکو جیتی تہی مین
جدا اوس سے اک دم نہوتی تہی مین — بغیر اوسکے کہانا نہ کہاتی تہی مین
کبہی سیر گلشن کبہی سیر نہر — خوشی کی میسر تہی ہر وقت لہر
کبہی ہنسنا اور مسکرانا کبہی — غرض سیر گلشن کو جانا کبہی
کبہی دور ساغر کبہی دور پان — خمیر لکا پینا سدا پیچوان
کبہی جامہ پوشے بعطر گلاب — کبہی چنگ مردنگ بین و رباب
فسانہ کبہی اور کبہی مثنوی — وہ پڑہنا ہمے جس مین ہو دل لگی
تماشہ سے اور سیر سے کام تہا — سدا ہر گہڑی عیش و آرام تہا
ختن کے تہا اک بادشہ کا پسر — نہایت طرحدار رشک قمر
برس پندرہ یا کہ سولہ سے کم — نہایت حسین اور صاحب کرم
وہ تہا حسن اور خلق مین لاجواب — بڑے چہوٹے کہتے تہے [illegible]

پری اوسکو بہیجے نہ حور بہشت — نہایت حسین اور زیبا سرشت
جدا ہوکے مادر سے اور باپ سے — چلا آیا گہر مین غرض آپ سے
جو دیکہا اوسے حسن مین لاجواب — لگی انس کرنے غرض ماہتاب
کہلاتی تہی کہانا اوسے نازنین — بہت شاد رکہتی تہی زہرہ جبین
ہم آغوش رہتی تہی لیل و نہار — سدا اوسے کرتی تہی بوس و کنار
جدا اوس سے اک دم نہ ہوتی تہی وہ — بغل مین غرض لیکے سوتی تہی وہ
کیا چرخ کم بخت نے ایسا کید — کیا اوس گل اندام کو ہائی قید
کیا قید خانہ مین جب آفتاب — تڑپنے لگی الغرض ماہتاب
وہ گلفام جب آہ محبس ہوا — جدائی کا غم اوسکی از بس ہوا
نہ کہاتے نہ پیتے نہ سوتی ہی وہ — تصور مین دلبر کے رہتی ہی وہ
گئی کہانے پینے کو اک لخت بہول — اوڑانے لگی الغرض خاک دہول
نہ سدہ تن کی اوسکو نہ پروای جان — نہ مسی نہ سرمہ نہ مطلوب پان
نہ بہلا سا ہنسنا نہ بہلا سا شور — دکہانے لگی ناتوانی بہی زور
تن یاسمین اتنا لاغر ہوا — اوٹہانا گران اوسکو ساغر ہوا
لگا نشتر غم رگ جان کے بیچ — رہا تار باقی نہ داماں کے بیچ
تکلف کا کہانا وہ کہاتی نہین — کبہی سیر گلشن کو جاتی نہین
بدن پر جو اوس مہ کی پوشاک ہے — گلو کی طرح وہ بہی صد چاک ہے

کرم کیجئے اور عطا کیجئے ۔ برائے خدا اب رہا کیجئے

جو وہ قید خانہ سے آزاد ہو ۔ برنگِ چمن دل میرا شاد ہو

کہا شہ نے اک دیو کو جا شتاب ۔ اوٹھا قید خانہ سے لا آفتاب

توقف نکر اور نہ تاخیر کر ۔ بہت جلد لانے مین تدبیر کر

برنگِ صبا وہ چلا شاد شاد ۔ طرف قید خانہ کے وہ دیوزاد

روان و دوان ہوکے ہر چار سو ۔ اوڑا لایا اوس گل کو مانند بو

اوسے دیکھہ مہر النسا بس پکار ۔ سکے لو کہ رونے لگی زار زار

وہ سر رکہکے قدمو نپہ رونے لگی ۔ دُرِ اشکِ آنکہو مین لانے لگی

بلائین کبھی اوسکی لیتی تہی وہ ۔ فدا مثل پروانہ ہوتی تہی وہ

اوسے ولولہ اور اوسی جوش مین ۔ سکہے تو لیا کہینچ آغوش مین

محبت سے چہاتی لگا وہ صنم ۔ غرض چومتی تہی بیاپے قدم

کبھی اوسکی بالون سے اور گال سے ۔ صفا گرد کرتی تہی رومال سے

اوسے اپنے عالم مین اور سو قمین ۔ بٹہا تخت پر لیگئی ذوق مین

اوسے باغ مین اوسنے لا اپنا تخت ۔ دیا چہوڑ اوس گل کو زیرِ درخت

اندہیرے مین اوس سے اوجالا ہوا ۔ درختو نکا عالم دوبالا ہوا

اکیلا اوسے چہوڑ گلفام وہ ۔ چلی گہر کے جانب گل اندام وہ

ڈوپٹہ سنبہال اور لپیٹا نکو ۔ لیا راہ سیدہا شبستان کو

محل کو جو دیکھا تو بالکل خراب
نہ تھی پہلی وہ دیوار و در
نہ وہ خس کی ٹٹیان نہ گلکاریان
کہاڑ دنگے آئینہ ٹوٹے ہوئے
نہ پردہ نہ چلمن نہ فرش و فروش
نہ وہ فرش رومی بڑی دہوم کا
نہ مینا نہ ساغر نہ ساقی نہ مل
نہ وہ مسکڑانا گل اندام کا
نہ وہ ہمجلیسو نکا بس قہقہہ
نہ قہقہہ نہچا نہ اوگالدان ہے
نہ پہلی سی رسمین نہ پہلی سی زینت
نہ وہ اہل خانہ کے دل کو امنگ
پڑی اک طرف مونہہ لپیٹے ہوئے
نہ کوئی انیس نہ کوئی غلام
نہ مہندی نہ چوڑی نہ پان اور پہول
نہ کنگھی نہ چوٹی نہ انگیا درست
نہ کانون مین بالی نہ تعویذ یان

نہ وہ اوس مین سدا نہ وہ آب و تاب
شکستہ ہوئی الغرض سر بسر
پڑی ٹوٹی پہوٹی چھتین ساریان
زمین پر پڑی سارے پہوٹی ہوئے
مٹے الغرض سارے نقش نقوش
کہے تو ہوا آشیان بوم کا
نہ وہ عیش باہمکا بس شور و غل
نہ وہ چھپ دکہا جانا گلفام کا
نہ وہ بلبلو نکا غرض چہچہہ ہے
جو دیکھے تو خالی دہرا پا نہ ان
نہ کہانا نہ پینا نہ کچھہ بات چیت
نہ وہ سونے چاند لگانا در پلنگ
نزاکت سے دامن سمیٹے ہوئے
اکیلے غرض اوسکو رونا مدام
تن یاسمین پر پڑی خاک دہول
کہے تو کہ تھی کام سب نادرست
نہ وہ پیاری پیاری کنگھی چہاتیان

نہ پاؤں میں گھنگرو نہ توڑے چھڑی
کناری دوپٹہ کی ٹوٹی ہوئی
یہہ مہر النساء دیکھہ رونے لگی
خیابان لالہ کی بالکل خراب
نہ مہندی کی ٹٹیاں نرگس کے کھیت
جو دیکھے تو وہ ہے نہ سیب ہی
جہاں بلبل و گل کا تھا اژدہام
جہاں جلوہ آرا تھی بس سیمبر
نہ وہ چاہ نہ وہ گلستان
نہر کو جو دیکھا تو ٹوٹی ہوئی
اور چھلنا گئے اپنا فوارہ بھول
روش تھی جو بلور کی اس اصول
نہ طوطا نہ مینا نہ بلبل کا شور
منڈیروں پہ پھرنا نہ طاؤس کا
محل میں ہوئی اوسکی آنے کی دھوم
مبارک سلامت کا بس شور تھا
ہر اک سیمتن دل ہوئی شاد دل

جو ہاتھوں کو دیکھا تو خالی پڑے
جہانگیریاں ساری پھوٹی ہوئی
غرض اشک آنکھوں میں لانے لگی
نہ وہ تازگی اور نہ وہ آب و تاب
لگا تو وہ تو وہ ہر اک جا پہ ریت
کھڑے سوکھے سب کھیسی سرو بھی
لگے بولنے زاغ وہاں صبح و شام
پرندوں نے اپنے کئی اوسمیں گھر
کف دست میدان ہوا بوستان
غرض پیڑیاں ساری ہوئی ہوئی
لگی اڑنے نہروں میں بس خاک دھول
پڑی تو وہ تو وہ غرض خاک دھول
کہے تو کہ تھا یا لگا عالم سے اور
کہے تو کہ عالم تھا مایوس کا
کہے تو کیا خادموں نے ہجوم
خوشی کا غرض ہر طرف دور تھا
خوشی کا ہوا ہر طرف شور و غل

کوئی پاؤن پر اوسکے گرنے لگی
بلائین کوئی اوسکی لینے لگی

کہا شاہزادی کو آئی ہو نہین
اوسے ساتھہ مین اپنے لائی ہون مین

بہانہ سے لائی ہون اور کید سے
چہڑا کر اوسے الغرض قید سے

اوٹھا سر کو بالین سے گلفام تو
ذرا دیکہہ لے اب گل اندام تو

اوٹھی سنکے روتی ہوئی زار زار
اوسی اپنے عالم مین وہ گلعذار

جو دیکھے تو مہر النساء ہی مشیر
سپہر محبت کا بدر منیر

کہا تیرے صدقہ ہون او جان نثار
دکہا اپنے مکہڑے کو ای غمگسار

ہوئے اتنے شادان وہ آپس مین مل
کہلے مثل غنچو نکی دو نونکے دل

کہا شاہزادی نے ای راہ بر
ہوا کس طرحسے تیرا وہان گذر

تری کس طرحسے رسائی ہوئی
ذرا کہہ تو کیونکہ رہائی ہوئی

سفر کر کے آئی ہون ای ماہتاب
اوٹھا کر بہت کچھ رنج و عذاب

ٹہر کر کہونگی مین اپنی گذشت
تو خاطر جمع رکہہ نا نیکو سرشت

پکڑ ہاتہہ مہر النساء کا شتاب
گئی لیکے خلوت مین بس ماہتاب

جو تہی سر گذشت اوسنے ساری کہی
تعجب مین سن شاہزادی رہی

کہا شاہزادی نے سن ای مشیر
کہ ہے ہے میرا رشک بدر منیر

مجہے اوسکے ملنے کا ہے اشتیاق
نہین اوٹھتا اب سر سے بار فراق

تصور مین اوس گل کی رہتی ہون مین
نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی ہون مین

کہا اوسکو مہر النسا نے سنو | نہا دہو کے صد رشک چمن بنو
تجھے دیکھ اس حال مین ماہتاب | اوسی وقت مرجائیگا آفتاب
محل مین کہو خوب فرش و فروش | طلا اور نقرے سے نقش و نقوش
کرو پردہ اور چلمنونکو درست | بنو ہر طرح آپ چالاک و چست
درختونمین اوسکو چھپا آئی ہون | نظر بد سے اوسکو بچا آئی ہون
کوئی دم مین اب اوسکو لاتی ہون مین | تو خاطر جمع رکھہ لاتی ہون مین
کہ اتنے مین آیا جو وہ بے نظیر | سپہر شرافت کا بدر منیر
ہوئی اوسکے آنے کی بس دہوم دہام | کہے تو کیا خلق نے اژدہام
پرستار ادہر اودہر شوق مین | کڑون کو بجانے لگین ذوق مین
کوئی اپنے توڑے چھڑے موڑ کر | چلی الغرض دیکھنے دوڑ کر
کوئی ہنستے اور مسکراتی ہوئی | برنگ چمن کہل کہلاتی ہوئی
کوئی بند انگیا کے کسنے لگی | خوشی مین کوئی آپ ہنسنے لگی
کلی کی طرح کوئی کہلنے لگی | کوئی پائے بوسی کو چلنے لگی
لگی ہونے صدقہ کوئی شوق مین | کہے تو لگی ناچنے ذوق مین
کوئی دست و پا کو لگی چومنے | نشہ مین محبت کے بس جہومنے
شگفتی ہوئی اور اتراتیان | دکہاتی ہوئین الغرض چہاتیان
کوئی اوسکو بس پیار کرنے لگی | دل و جان کو وار کرنے لگی

لگی ہونے صدقہ کوئی گلعذار ۔ برنگ حبابِ ہر طرف بار بار
کوئی دوڑی مسجد مین لیکر چراغ ۔ کسیکا گیا آسمان پر دماغ
کوئی اوسکو بنکہا لگی جہولنے ۔ کوئی ساتہہ اوسکی لگی بولنے
سبہون کے تئین شادمانی ہوئی ۔ تئیے سر سے پہر زندگانی ہوئی
کوئی سجدئے شکر کرنے لگی ۔ مٹھائی سے بس طاق بہرنے لگی
کوئی لیکے چوری کوئی کہیر کو ۔ کہے تو چڑہانے چلی پیر کو
لگی تہنیت دینے برنا و پیر ۔ مبارک ہوا سے رشک بدر منیر
محل مین وہی شور ہونے لگا ۔ خوشی کا غرض دور ہونے لگا
اوسے جیسے مہرلنساء نے کہا ۔ اوسے طرح سے اوسنے سارا کیا
لگا پردہ اور چلمنین زرنگار ۔ کہے تو کیا رشک باغ و بہار
وہی پہر ہوا لبس سامان بین کا ۔ وہی قہقہہ لعبتِ چین کا
وہی پردہ اور چلمنین زرنگار ۔ در و بام دیوار باغ و کہسار
کہٹکنے لگا پہر وہی پاندان ۔ وہی عطردان اور وہی خاصدان
گلون پر وہی رنگ آنے لگا ۔ غبارِ الم دل سے جانے لگا
وہی گل وہی بلبلین ساریان ۔ وہی چہوٹی چہوٹی غرض کیاریان
کئی لاکہہ زیور پہن ماہتاب ۔ کہے تو ہوئے غیرتِ آفتاب
کناری کا جوڑا پہن سیمبر ۔ کہے تو ہوئی رشک شمس و قمر

ملی اسطرح اپنے دلدار سے | کہ بلبل ملے جیسی گلزار سے
بہرا دل جو دونو لگا رونے لگے | غرض جان شیرین کو کہونے لگے
ہوئی اتنی الفت اپنی جانکو | نثار اپنی کرنے لگی جان کو
کیا اسقدر اونسے شور و فغان | ہوئے چشم تر جملہ پیر و جوان
وہ آپس مین ملاکے رونے لگے | زمین و فلک تہرتہرانے لگے
لگی رونے چہاتی لگا نازنین | گرانے لگی اشک زہرہ جبین
نثار اوسپہ ہونے لگی شوق مین | کہے تو لگی چومنے ذوق مین
کبہی لب سے لب کو ملاتی تہی وہ | تعشق کا عالم جتاتی تہی وہ
فدا مثل پروانہ وہ نازنین | لگی ہونے اوس گل پہ زہرہ جبین
کبہی اوسکی گالونکو بوسا دیا | شب وصل کا لبن بہرو سا دیا
ہٹی جب نہ رونے سے وہ دلربا | کیا اوسکو مہر النسا نے جدا
کہا اوسکو مہر النسا نے سنبہل | تو اتنی نہ جامہ سے باہر نکل
تو ہاتہو مین تہام اسکا گلفام دل | کیا ہے تپ ہجر نے مضمحل
یہی ہے اگر تیرا شور و بکا | تو رو رو یہہ مر جائیگا مہ لقا
لگا اسکو چہاتی محبت سے تو | پلا ساغر وصل الفت سے تو
بہت دیر تک گریہ زاری رہی | وہ آپس مین شکوہ گذاری رہی
وہ بو مچہہ اشک آنکہونسے اور گال سے | چہٹی الغرض غم کے جنجال سے

ملا موںہہ سے موںہہ گال سے گال کو ‏ کہا شاہزادی نے احوال کو
کہا شاہزادی نے ای گلبدن ‏ کیون کیا جو گذرا ہے رنج و محن
ترے ہجر مین مینے کہایا نہین ‏ کسی چیز سے دل لگایا نہین
مجھے تجھسے ملنے کی کب آس تھی ‏ خدا جانے ہردم اجل پاس تھی
نہ انکھو مین کاجل نہ مسی کی دہج ‏ ترے ہجر مین سب گئی بہول سج
مین راتونکو فرقت مین سوئی نہین ‏ وہ تہی کون ساعت جو روئی نہین
جدائی نے تیرے رولایا مجھے ‏ تپ غم نے ہردم جلایا مجھے
نہ مونس کوئی اور نہ دلسوز تہا ‏ شب تیرہ سے بدتر از روز تہا
کبھی کھینچتی تھی مین آہونکے تیر ‏ کبھی بیٹھہ پر پیٹتی تھی بدر منیر
کبھی لیلی مجنونکو پڑہنا مجھے ‏ طرح ماہ انور کی گھٹنا مجھے
کبھی پان خوش ہوکے کہایا نہین ‏ کبھی آنکھو مین بنایا نہین
نہ بالونمین کنگھی نہ موباف تہا ‏ زن بیوہ کی طرحسے صاف تہا
کبھی بال بکھرے سنوارے نہین ‏ پھٹے میلے کپڑے اوتارے نہین
چھپرکھٹ پہ سوئی نہین زینہار ‏ رہی ہر گھڑی چشم زار و نزار
سحر تک ستارونکو گنتی تھی مین ‏ غرض کیا کہون سرکو دہنتی تھی مین
جدائی نے تیری ستایا مجھے ‏ خس و خار اوپر سلایا مجھے
کہا شاہزادہ نے ای ماہتاب ‏ کہون کیا جو گذرا ہی رنج و عذاب

پھنسا ہاتھہ پاؤن مین زنجیر تھی — نکلنے کی کوئی نہ تدبیر تھی
اکیلا اندھیرے مین روتا تھا مین — سدا اشک سے مونھہ کو دھوتا تھا مین
کسی نے نہ مجھہ پر ترحم کیا — غرض سب نے دست تظلم کیا
سدا تیری الفت مین اور یاد مین — شب و روز کرتا تھا فریاد مین
جہان بیٹھنا آہ کرنا مجھے — دم سرد حسرت سے بھرنا مجھے
نہ کھانے نہ پینے سے کچھہ کام تھا — زبان پر تیرا ہر گھڑی نام تھا
سوا ہجر دل کو گوارہ نہ تھا — قضا کے مقابل مین چارہ نہ تھا
دنون کی برابر وہ گھڑیان ہوئی — جو آنکھین تھین ساون کی جھڑیان ہوئی
جو تھا وہ ہر اک روز اک سال کا — بیان کیا کرون غم کے جنجال کا
عیان تھا سیاہ تو زندان کے دیوار و در — بیان کیا کرون الحذر الحذر
وہ تاریک تھا ایسا وحشت کا گھر — جہنم سدا جس سے مانگے حذر
ہوا دان جو تھی تھی اے سیمبر — کہون کیا کہ تھی رشک نار سقر
در و بام تھی اژدہا بالیقین — جہنم کا طبقہ تھا ساری زمین
محافظ جو تھا بر سر جنگ تھا — ترحم وہان لاکھہ فرسنگ تھا
یہان چاہا کیا سب سے بس داد کو — نہ پہونچا کوئی میری امداد کو
سدا ہجر مین تیرے دلدار مین — رہا مثل نرگس کی بیمار مین
مجھے ساقیا دی مئے ارغوان — کہ تا شہر مطالب کو پہونچون دوان

بہت دن ہوئی گہر کو چہوڑی ہوئے ۔ رفیقوں سے موہنہ اپنا موڑی ہوئے
وہ مہرالنساء اور وہ ابن وزیر ۔ دیار محبت مین ہم بے نظیر
بہم ملکے بیٹہے جو اک رات وہ ۔ لگے کہنے آپس مین پہر بات وہ
کہا اوسنے اے رشک بدر منیر ۔ تیرے دام الفت مین ہونمین اسیر
تیری بحر الفت مین ڈوبا ہونمین ۔ نہین جانتا آپکو کیا ہونمین
تیرے زلف مشکین سنے مارا مجہے ۔ رخ لالہ گون نے پچہاڑا مجہے
جدائی تیری مجہکو بہاتی نہین ۔ محبت تیری دل سے جاتی نہین
یہانتک ہوئی ناتوانی مجہے ۔ سر موہوا اب گرانی مجہے
نہ کہاتا نہ پیتا نہ سوتا ہو نمین ۔ سدا ہجر مین تیری روتا ہونمین
تعشق تیرا اب ستانے لگا ۔ جگر کٹ کی آنکہو سے آنی لگا
کبہی سر کو قدمو پہ دہرتا تہا وہ ۔ دم سرد حسرت سے بہرتا تہا وہ
محبت کو اپنی جتانے لگا ۔ گریبان کے ٹکڑے دکہانی لگا
کبہی اوسے موہنہ پہیر لیتی تہی وہ ۔ کنکہیون کبہی دیکہہ لیتے تہی وہ
کڑے سے کڑی کو بجاتی کبہی ۔ ادا ناز غمزہ دکہاتی کبہی
کبہی اپنی انگیا اوٹہاتی تہی وہ ۔ تن یاسمین کو دکہاتی تہی وہ
سنوارہ کبہی اپنی پشواز کو ۔ دکہایا کبہی اپنے انداز کو
کبہی نیچی نظروںسے گاہے بلند ۔ کیا ہر طرح سے اوسے دردمند

جلایا کبہی گاہ مارا اوسے
ہنسایا کبہی گہہ رولایا اوسے

کبہی رخسے رخکو مقابل کیے
کبہی تیر غمزہ کا سینے گہایل کیا

کرن پہول اور جہومکونکی بہار
دکہا کر کیا اوسکے دل کو فگار

کبہی اپنی امرتی کو سرکا دیا
تعشق کی آتش کو بہڑکا دیا

چہپایا کبہی رخ کیا گہہ عیان
کیا ہر طرح اوسکی ٹئین نیم جان

کہا اوسکو مہر النسا نے چلو
تصدق کسی اور پر چلکے ہو

پریزاد ہو کر کے روتا ہے تو
بہلی چنگی جان اپنی کہوتا ہی تو

کہا اوسنے کیا مینے مارا تجہے
برا یا بہلا کہہ لکارا تجہے

اگر پاس ہے تجہکو کچہہ بالکا
تو لے نام میری ملاقات کا

جو بوسے کا میرے طلبگار ہے
مجہے بہی تیرا وصل درکار ہے

یہی بات چاہو مین بہی بدل
تیرا بہی نکل جائے ارمان دل

تیری خوش نصیبی سے گر بیتاب
اگر وصل جانان سے ہو کامیاب

رہین پہیر آپس مین بایکدگر
نہ دشمن کا خطرہ نہ چور لیکا ڈر

توقف نکر اور نہ تاخیر تو
بہت جلد کر اسمین تدبیر تو

کہا اوسنے لے ہاتہہ مین ہاتہہ کو
نچہوڑونگا تا حشر مین ساتہہ کو

سلیمان کی سوگند کہاتا ہون مین
تجسس مین اب اسکی جاتا ہون مین

مجہے یاد آتا ہے وہ توڑ جوڑ
فلک پر سے لاؤن ستارونکو توڑ

معزز ہوں ملک پرستان مین ۔ مفخر ہون قوم جنی جا نمین

حضور شہنشاہ جاتا ہو نمین ۔ کوئی دم مین بیاہ اوسکو لاتا ہون مین

کرون عقد مین اور باہم وصال ۔ اگرچہ یہہ ہے بات دور از خیال

بجالاؤنگا سب تیری کام مین ۔ رہونگا اطاعت مین یا دام مین

شرائط بجالاؤن اقرار کی ۔ قسم ہے مجھے زلف دلدار کی

کرون گر پریزاد کو بیار مین ۔ تو ہونگا تیرا بس خطاوار مین

سزا جو ہو مجرم کی وہ دیجیے ۔ مچلکا یہہ ہے مجھسے لکھا لیجیے

مچلکا لکھا الغرض اس قرین ۔ بغیر حکم تیرے نہ جاؤن کہین

نامہ بطرف بادشاہ

فلک مرتبت غیرت آفتاب ۔ تنومند تا غدا افراسیاب

عدل گستر و شاہ گیتی پناہ ۔ خداوند تاج و خداوند جاہ

کہا یہ مجھے القاب کے بعد رقم ۔ سکندر نژاد و فریدون حشم

مین اسے شاہ ہون ابن فیروز شاہ ۔ خجالت دہ ہے انجم و مہر و ماہ

کوئی مجھکو خدمت عطا کیجیے ۔ غلامی مین اپنی بلا لیجیے

حسب در نسب میرا جون ماہتاب ۔ اسم بامسمی ہون با آفتاب

لیاقت میری جزو کل پر عیان ۔ ہے شاہد غرض اسکا سارا جہان

ہین واقف بہی اس سے برنا و پیر ۔ کہ مین عقد خضر کا شاہ و وزیر

اگر دل مین اسکا لگا ہو خیال | کہ ہے پاس اپنے بہت ملک و مال
ہماری مقابل نہین آپ ہین | کہ جس مرتبت کے میرے باپ ہین
کئی لاکھ ہاتھی کئی لکھ سوار | مغرق جواہر مین لیل و نہار
یہہ خوبی ہے بس اپنی آبا لگی | کمی کچھ نہین ملک اور مال کی
ہزارون خواص اور ہزارون غلام | سلامی کو حاضر ہین شاہان تمام
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام | جن و انس اور سب کے ہین وہ امام
ہین سب حکم کے اونکی فرمان پذیر | جہان تک ہین عالم مین برنا و پیر
ہماری تمہاری قرابت ہو گر | تعجب ہے کیا اس مین ای دادگر
غرض اپنی دختر ہمین دیجیے | وگرنہ مقابل میرے ہوجیے
پریشان کرونگا پرستانکو | نہ چھوڑونگا ہرگز بنی جانکو
لڑائی کرونگا بہت سخت مین | غرض چھین لونگا ترا تخت مین
اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ | وگر جنگ جوئی نباشد درنگ
لڑائی کا جب گرم بازار ہو | پریزاد جہان گرفتار ہو
ہزارون کو اکدم مین کشتہ کرون | خدا چاہے تو کشتونکے پشتہ کرون
رہے پھر نہ باقی کوئی مرد پیر | تہ تیغ آوین صغیر و کبیر
بہے اسقدر خون بس دشت مین | کہے تو کہ لالہ اوگا کھیت مین
نریمان و رستم وہ اسفندیار | نہ تھے میری مانند و شہریار

مہر اپنے مکتوب پر کر شتاب / دیا نامہ بر کو لے جب آب و تاب

جواب نامہ

سر نامہ حمد خدائے قدیر / کہ ہے کردگار و سمیع البصیر

خدائی اوسی کو سزاوار ہے / کہ روزی دہی جملہ جاندار ہے

جہان دار ہے اور جان آفرین / خداوند ہے آسمان و زمین

زمین و فلک مین جو ہے ایک خشت / اوسی سے غرض سبکی ہے سرنوشت

غنی کو کرے گاہ محتاج وہ / گدا کو کرے صاحب تاج وہ

اوسی نور کا پرتو ہے آفتاب / اوسی سے ہے روشن سدا ماہتاب

اوسی سے حیات و اوسی سے ممات / اوسی سے ہے جنبش اوسے سے ثبات

اوسکا ہے گوہر اوسی کا ہے سنگ / وہ ہر رنگ مین رنگ ہے بیرنگ

اوسیکا ہے بلبل اوسیکا ہے گل / اوسیکا ہے جزو اور اوسیکا ہے کل

اوسی سے ہے انجم اوسی سے ہے ماہ / اوسی سے سفید اور اوسی سے سیاہ

اوسی کی محبت مین اور شوق مین / سدا چاک دامن ہے گل ذوق مین

وہی بود ہے اور نابود ہے / وہی الغرض سبکا ہے معبود ہے

ہزارون درود اور ہزارون سلام / بر روح نبی پاک خیر الانام

جو اصحاب ہین اوسکی اے پاک دین / چراغ ہدایت ہین وہ بالیقین

ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم حال / بڑا ملک ہے اور بہت کچھ ہے مال

در و لعل و یاقوت دیبا حریر
غرض ہر طرح کی ہے دولت کثیر

بفضلِ خدا یہاں ہی ای دادگر
بڑا ملک ہے اور بہت کچھ ہے زر

بیاں کیا کروں ملک اور مالکا
نشاں ہر فلک اپنی اقبالکا

کسی شے کا میں نہ درماندہ ہوں
صفِ جنگ کرنے کو آمادہ ہوں

طبیعت میں ہرگز نہ پیکار ہے
صلح الغرض مجھکو درکار ہے

جو نامہ میں شادیکا مذکور ہے
دل و جان سے یہ بات منظور ہے

جدائی سے بیٹی کی رنجور ہوں
مگر حکم خالق سے مجبور ہوں

آل غب کیجے شتابہ آئیے
کہ جاہ و حشم اپنا دکھلائیے

بڑی اک تجمل سے اور شان سے
ملاقات کیجے بنی جان سے

بہت جلد آنیکا سامان کرو
میرے گھر کو رشکِ گلستان کرو

توقف کرو اور نہ تاخیر تم
کرو جلد آنے کی تدبیر تم

شتابی سے نامہ کا لکھکر جواب
کہے تو دیا نامہ بر کو شتاب

دیا حکم شہ نے کہ بازاریاں
کریں سب دوکانوں کی تیاریاں

غرض بادلہ پوش بازار ہو
جہاں اونچا نیچا وہ ہموار ہو

دوکاندار ساری زری پوش ہوں
مئی شادمانی سے مدہوش ہوں

خبر سنکے شادی کی برنا و پیر
ہوئی شادماں سب صغیر و کبیر

خوشی کی اوٹھی جو دل میں ترنگ
کہے تو کہ ہونے لگا راگ رنگ

محل مین جدا رنگ ہونے لگا
خوشی کا غرض ڈہنگ ہونی لگا

پری اور پریزاد سجنے لگے
غرض ساز شادیکی بجنے لگے

دہری نوبتین جا بجا شہر مین
ہوا غلغلہ جا بجا دہر مین

سلاطین کو مکتوب جانے لگے
خبر سنکے شادیکی آنے لگے

عزیز و اقارب امیر و وزیر
لگی آنے ملکو سے لینے برنا و پیر

خوشی کی دلونمین تہے سب کی امنگ
کئی دن ہوا بیشتر راگ رنگ

زمین تا فلک شادمانی ہوئی
ہر اک کی تئین کامرانی ہوئی

داستان شادیمین آفتاب اور ماہتاب کے

پلاتا تہا ارغوانی شراب
دولہا بنکے نکلے ہے اب آفتاب

پری اور پریزاد غلمان و حور
خرامان خرامان ہین وحش و طیور

جہان تا جہان بلکہ از مور و مار
کہون کیا کے خلقت ہی ہیژدہ ہزار

خوشیکا جہا تا جہان رنگ ہے
طنبورا کہین اور کہین چنگ ہی

ترنم سرا ہین امیر و وزیر
زری پوش ساری صغیر و کبیر

نجومی و رمال اور سب نے گن
مقرر کیا ایک شادیکا دن

برائی بہلائی کا کرکے خیال
مقرر کیا سب نے روز وصال

کئی دن کے پہر بعد آیا وہ روز
چڑہا بیاہ سے نے ماہ گیتی فروز

وہ کہلا گیا رنگ بس اسقدر
ہوئی زعفران زار دیوار و در

پری اور پریزاد سب رنگ پوش
غرض شادمانی کا ہر جا خروش

ادہر اور ادہر ہر طرف رنگ تہا
زمین و فلک دیکہہ دنگ تہا

کہین قمقمہ اور پچکاریان
نئے سر سے شادیکی تیاریان

پرستان سے تا باقائی شام
کہے تو کہ تہی رنگ کی دہوم دہام

اوسی رنگ کا رنگیا ہے رمق
نمایا جو ہے آسمان پر شفق

چڑہے بیاہ سے سب امیر و وزیر
جلو مین غرض سب صغیر و کبیر

ہوادار پر کوئی رتھ پر سوار
کوئی پالکی نالکی پر سوار

کوئی بیٹھ بگی پہ جانے لگا
کوئی سیج گاڑی منگانے لگا

سے چلے ہاتھیون پر امیر و وزیر
زری پوش جملہ صغیر و کبیر

کسی نے کہا سانڈنی کو لگاؤ
کسی نے کہا اسپ تازی کو لاؤ

کہا ایک نے دوسرے کو پکار
برابر برابر چلین جو بدار

کوئی شملہ بگی کو سجنے لگا
خوشی مین کوئی آپ کہنچنے لگا

کوئی تیغ ہندی اوٹہانے لگا
زری اور بکتر لگانے لگا

کوئی نیمچہ کو سنبہالے ہوئے
کوئی پشت پر ڈہال ڈالی ہوئی

زری پوش صدہا ہزارون سوار
خرامان خرامان یمین و یسار

تہی آراستہ پلٹنین اسقدر
کہے تو اوتر آئی شمس و قمر

سنہرے مغرق نشان علم
وہ ماہی مراتب وہ جاہ و حشم

کئی لاکھہ سقہ بصد آب و تاب — چھڑکتے ہوئے راستونمین گلاب
سہ شاخی کہین پنج شاخی کہین — کہین مشعلین لالٹینین کہین
عماری مین سونے کی دولہہ سوار — ادہر اور ادہر ہر طرف چوبدار
سوار اور پیادو نکی پیچہے شمار — ہزارون پیادہ ہزارون سوار
نقیبونکی آواز آگے بڑہو — خداوند نعمت ذرا بڑہہ چلو
بجی نوبتین جابجا دہوم سے — تماشہ کو خلقت چلی رزم سے
نفیری کہین اور کہین بوق تہا — تماشائیونکو بہت ذوق تہا
بجاتا کوئی دائرہ ہاتہہ مین — تماشہ کی خاطر کوئی ساتہہ مین
غرض سنکے شادیکا جوش و خروش — تماشہ کو نکلی زن پردہ پوش
زن پیر جو تہی نو دسا لکی — چلی دیکہنے وہ منگا پالکی
زن باکرہ الغرض ہو سوار — کہے تو چلی وہ بہی کرکے سنگار
جو عابد تہی گوشہ نشین دیر مین — وہ اوٹہی تماشہ کو بس شہر مین
جو سوتا تہا بیدار ہونے لگا — نشہ مین تہا ہشیار ہونے لگا
ہوئی اسقدر خلق اطراف کی — زمین تنگ ہو جیسے کہہ قاف کی
ہوا اتنا انبوہ کثرت سے بس — ہوئی جیسے مجحوب مور و مگس
پڑا راہ سے تابہ ماہی جو شور — کہے تو نکل آئی سن مار و مور
زن و مرد سارے زری پوش تہے — مئی شادمانی سے مدہوش تہے

سجا اسقدر شہر و بازار تھا | کہے تو کہ صد رشک گلزار تھا
سنوارو پہلا وہ سامان تھا | گلی کوچہ رشک گلستان تھا
یہان اور وہان ہر طرف دہوم دہام | پری اور پریزاد کا اژدہام
ہوئی اتنی عالم مین شادی کی دہوم | لگے جہانکنے آسمان سے نجوم
در شاہ جب اوسکو آیا نظر | لٹایا بہت الغرض سیم و زر
جو مفلس تہے اکثر تونگر ہوئے | امیر اوسکی دولت سے گہر گہر ہوئے
لگی چہرچہان چہوٹنے اور انار | دہوا اندہار عالم ہوا یکبار
برنجی وہ توپین غرض ایکبار | کہے تو لگی چہوٹنے اک ہزار
زن و مرد کی اتنی کثرت ہوئی | کہے تو جمع ساری خلقت ہوئی
سوارونکا اور پلٹنون کا ہجوم | قیامت غضب باجے والونکی دہوم
محل والیونکی یہہ کثرت ہوئی | کسیکو نہ اکدم کی فرصت ہوئی
کوئی سہیلونکے آرام مین | کہے تو کہ پہنتے تہی بس کام مین
کسیکو کوئی پان دینے لگی | کسی سے کوئی ہنسکے کہنے لگی
نہین آپکی مجہسے خاطر ہوئی | یہہ بندی تو البتہ قاصر ہوئی
تہے جو کوئی چیز درکار ہو | کہو مجہسے ایکدم مین طیار ہو
کسی نے کہا کام ہیگا ضرور | میرا بیبیو معاف کیجو قصور
کوئی مستی سے ملنے لگی نازنین | کوئی پان کہانے لگی مہ جبین

کوئی صاف کرنے لگی نور تن   کوئی مسکرانے لگی گلبدن
کوئی مانگ دلبر جمانے لگی   کوئی ٹیکا جھومر لگانے لگی
کسیکی تھی وہ اوڑھنی کو دھنک   پڑے جسکی ستر قدم پر چمک
کوئی عطر کپڑونکو ملنے لگی   کوئی لعل و نیلم سے پہننے لگی
لگی اوڑھنی لس دوپٹہ کوئی   لگانے لگی موڑ ٹھپہ کوئی
کوئی منتظر دربہ بارات کی   کوئی منتظم گھر مین عورات کی
محل مین عجب راگ اور رنگ تھا   کہ زہرہ سب جسے دیکھکر دنگ تھا
وہ دلچسپ نوبت کی پیہم ٹکور   وہ آمد کا بارات کے زور شور
چلی دیکھنے کوئی بارات کو   خرامان خرامان مدارت کو
وہ خلقت کا ہر طرف مین اژدہام   وہ آنے کی بارات کے دھوم دھام
ہراسن کا گانا وہ شادی کی شب   غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب
عزیز و اقارب بھی خاص و عام   ادھر اور ادھر از پئے اہتمام
تھی آراستہ بزم وہ اسقدر   جسے رشک کھا دیکھ شمس و قمر
ہزارون قنادیل بلور کی   مقابل ہون جو شعلۂ طور کی
تمامی کی پردہ چمکتے ہوئے   در و بام سارے جھمکتے ہوئے
بچھا مخملی فرش وہ زر نگار   فدا ہو سدا جسپہ باغ و بہار
وہ بوٹہ تھا پر زیب قالین کا   گمان جسپہ ہو ماہ پروین کا

دہرے ہے حقہ ہر طرف بلور کے
سبہی تو کہ قبہ سے تہے وہ نور کے

طلائی جڑاؤ وہ سب فرشیان
تماشائی سے تہے جنکے سب عرشیان

زری کے وہ پیچے جہمکتے ہوئے
زحل کی طرح سے چمکتے ہوئے

خمیرا بہت خوب اور بے نظیر
کہ تہا سیب جنت سی جسکا خمیر

وہ سونیکی منہال اور وہ چلم
جو مردہ بہی پیوے تو آجائے دم

لگے پینے ساری امیر و وزیر
سبہی تو کہ جملہ صغیر و کبیر

نئے ساری محفل کے انداز تہی
تمامی کے سب زیر انداز تہے

اور تہی اک پری مثل ابر بہار
شتابی سے کر کے بناؤ سنگار

قیامت غضب راگ گانے میں وہ
لگا دی غرض اگ بانے مین وہ

وہ تبلہ کی تہاپ اور سرنگی کا تار
قیامت غضب ماہ رو کا سنگار

تہ و بالا سب کر دیا آن مین
غرض ختم تہا اوسکی فرمانے مین

یہہ تہا سحر کافر کی ہر تان مین
اوسنے مردہ صد سالہ اک آن مین

سنگیت اور نقال کے چوکیان
قیامت غضب اونکی وہ شوخیان

نئے سانگ ہر دم دکہاتی تہی وہ
عجایب فسانہ سناتے تہے وہ

وہ چہپ چہپ رنڈیان دکہانے لگین
غزل اور ٹہومری کو گانے لگین

کہون تمسے کیا اوس گہڑی کی بہار
قیامت غضب نائیکا کا سنگار

گذر جب گئی نصف سی زیادہ شب
ہوئی عقد مین پہر تو معروف سب

گواہ اور قاضی نے پھر فلاح — خوشی سے غرض پڑھ دیا پھر نکاح
مہر کی جو تعداد کیجے شمار — جواہر گئی لاکھ اَسّی ہزار
کمینونکو انعام دیتا تھا وہ — غرض تہنیت سب سے لیتا تھا وہ
پیالہ کا پھر دور ہونے لگا — یہان اور وہان شور ہونے لگا
پیا سب نے شربت ہوئی شادمان — لگا رقص ہونے غرض پھر وہان
ہوئی رسم پھر عطر اور پان کی — چھواریکی اور مغز بادام کی
وہ گانا بجانا ہوا اسقدر — ہوئی وجد مین ساری دیوار و در
وہی ناچنا رکھہ چھاتی پہ ہاتھہ — تھرکنا مٹکنا اداؤن کی ساتھہ
ہوئے مست سب اہل مجلس وہان — غرض شادمان ساری پیر و جوان
سبھی خندہ زن تھی امیر و وزیر — مگر چپ تھا وہان ایک بدر منیر
محل مین وہ دولہ کا آنا عجب — وہ رسمون لگا ہونا قیامت غضب
کوئی کھول مصحف چھپانے لگی — کوئی آئینہ کو دکھانے لگی
دولہ اور دولہن کو بیٹھا ایک جا — لگی ہونے صدقہ کوئی دلربا
کوئی کھیر مونہہ کو لگانے لگی — کوئی اوسکو مصری چبانے لگی
کوئی ساغرمی پلانے لگی — کوئی مغز پستہ چبانے لگی
کوئی ماہ رو چلکے چندی قدم — لگی سورہ اخلاص کا کرنے دم
سہاگا گئی اک لگا کامنین — کھلا کچھہ گئی اک ملا پا منین

کسینے انگوٹھی دولہ کی نکال — غرض ہاتھہ مین دی مہ دلہن کے ڈال
کسینے ڈوپٹہ کا انچل اوٹھا — کہے تو دیا بس دولہ کو اوڑھا
کوئی سی گئی اوسکو بس آن کر — کوئی دے گئی گالیان جان کر
پھرین ہر طرف ناچتی گاتیان — کسیکی مروڑی کوئی چہاتیان
ادہر اور ادہر کوئی گہونگٹ نکال — مٹکتی چلے پائچون کو سنبھال
کوئی گرد پھرنے لگی شوق مین — بجانے لگی تالیان ذوق مین
بجاتی پھرے کوئی توڑے چھڑی — غرض شادمان ساری پھولی پھرے
کوئی قندلب اور کوئی لعل لب — خرامان خرامان غرض سب کی سب
کہین ہم سنین اور ہم جہولیان — کہین پیاری پیاری غرض لولیان
کسیکی کوئی پھول مارے کہین — کسیکی کوئی دھول ماری کہین
کہین شوخیان اور کہین گالیان — کہین تاڑیان اور کہین تالیان
زنانے کی جب ہو چکی سب رسوم — ہوئی پھر خفت کی عالم مین دہوم
سجی ایسی اوس شب کو بس ماہتاب — کہے تو تصدق ہون سو آفتاب
سہاجوڑا رنگ کر پہنایا اوسے — کڑے اور چھڑے سے سجایا اوسے
وہ کنگنا وہ چوڑی وہ نتہہ کی پھبن — بنت کی وہ انگیا وہ گوری بدن
وہ چوٹی گندہی نور کی صاف صاف — جھلکتا ہوا بادلہ کا مباف
سنہرا روپہلا وہ امی کی کا جال — نزاکت سے چلنا ڈوپٹہ سنبھال

دُر و لعل نیلم پہنایا اوسے
زمرد کا کب گوشوارہ تہا وہ
گلے مین جو جگنو سے چمکنے لگا
دُر و لعل نیلم کی تہا ہیکل جڑی
اونگوٹہی زمرد کی وہ بے نظیر
ملا اسقدر عطر اندام مین
دولہن کی لباوٹ وہ بو اور باس
لپٹ ہار پہلو سے نکلے ہر سو غضب
دولہ کی سجاوٹ دولہن کا سنگار
مراسن کا گانا وہ ڈہولک کی دہن
وہ گوری کا جوبن وہ گانی کا رنگ
وہ دہوسو لکا بجنا نفیری کی ساتہ
کرون گر جہیز اوسکا سارا بیان
مگر مختصر کچہہ سناتا ہون مین
کئی لاکہہ جوڑے وہ کمخواب کے
تمامی کے جوڑے ہی چمکتے ہوئے
کئی لاکہہ زیور جواہر نگار

جواہر کا پتلہ بنایا اوسے
کہے تو صبح کا ستارہ تہا وہ
یہ وہ مشتری اوسکو تکنی لگا
گلی سے لگا تا بہ سینہ پڑی
سدا جسپہ صدقہ ہو بدر منیر
کہ خوشبو گئی جسکی لبس شام مین
عطر کی مہک اور وہ سوہا لباس
ہتہیلی ہتہی مہندی کی خوشبو عجب
عجب وقت تہا اور عجب تہی بہار
جگہ جا بجا ہوتا تہا زہرہ کا حسن
جوانیکا سن اور وہ دلکی اومنگ
دولہا اور دولہن کا وہ آپس مین ہاتہ
ختم ہونہ تا عمر یہہ داستان
جواہر کا دریا بہاتا ہو ممین
مقابل جو ہوتے تہی مہتاب کے
سنہرے سہ پہلے چمکتے ہوئے
طلا اور زمرد دیا بے شمار

غلام و کنیزک شتر بار دار
سنہری روپہلی زربفت بے شمار

بہت اسپ کوتل بزین و لگام
زری اور بانات کی سب خیام

سنہری کئی خوان اقسام کے
مٹھائی کے اور مغز بادام کے

دولہا لے کے دولہن کو آغوش مین
خراماں خراماں چلا جوش مین

وہ مجمع اقارب کا رخصت کا وقت
نقل ہے کہ یہہ وقت ہوتا ہی سخت

ادہر ہونا دولہن کا پیر چشم نم
عزیز و اقارب کا رونا ستم

طوایف کا ہو کر لگانا عجب
بداعی کا گانا قیامت غضب

وہی خوب جانے کہ جسے درد ہو
تعشق کے عالم مین جو فرد ہو

دولہن سب سے مل ملکر رونے لگی
در اشک سے مونہہ کو دہونے لگی

کہا ماں نے بیٹی کو آنسو نکال
ذرا میری غربت کا رکہنا خیال

خدا کو مین سونپا تجہے ماہتاب
نہ کہنا کبہی دل مین کچہہ پیچ و تاب

کہڑی پاس بیٹہی جو وہان تہی چہوٹی بڑی
در اشک کی آنکہہ سے تہی لڑی

کہ اتنے مین دولہا نے اگر اوٹہا
دیا بس محافہ کے اندر بٹہا

چلی اسطرح جیسے وہ ہوکر سوار
کہ جسطرح گلشن مین باد بہار

محافہ اوٹہا کر چلے جب کہار
اوسی دم کئی لاکہہ گوہر نثار

تصدق کیا اسقدر سیم و زر
کہے تو ہوا شہر سونیکا گہر

چلے ساری گہوڑے کو دواتی ہوئے
لٹ لونگی پہری اوڑاتے ہوئے

دکہاتا ہوا شوکت و شان کو — لبہاتا ہوا جن و انسان کو
وہی پلٹنین اور وہی اثردہام — وہی شادمانی وہی دہوم دہام
وہی ہاتہیون پر امیر و وزیر — وہی سب زری پوش برنا و پیر
طوائف وہی اور وہی بہانڈ بس — وہی چلنا مخلوق کا پیش و پس
وہی بادلہ پوش بازار کل — تماشا یون لگا وہی شور و غل
دوکانون کی پردہ چمکتے ہوئے — دوکاندار سارے جہمکتے ہوئے
وہی اسپ تازی مغرق تمام — وہی بادلہ پوش سب خاص و عام
وہی بہج گاڑی وہی بگہیان — خرامان خرامان وہی رنڈیان
محل سے لگا تا بہ نوشہ کے گہر — ہزارون زن و مرد ادہر اودہر
وہ رستا تہا کل جب شبستان مین — اوتارا غرض اوسکو دالان مین
وہ سب بادلہ پوش دالان تہا — عروسانہ بس اوس مین سامان تہا
دلہن کے جب آنکی شہرت ہوئی — محل مین عجب ایک عشرت ہوئی
محل والیان غل مچانے لگین — شبستان کو سر پر اوٹہانے لگین
مبارک سلامت لگین بولنے — نشاط و طرب کی گرہ کہولنے
دلہن کو اوتروا کے دالان مین — ہوئی ساری مصروف سامان مین
کوئی صدقہ بکری کو کرنے لگی — ادہر اور ادہر کوئی پہرنے لگی
کوئی تیل اور ماش کو بار بار — سے لیکے تو لگی کہرنے اونپر نثار

دلہن کی کوئی گود بہرنے لگی — دل و جان نثار اوسپہ کرنے لگی
بہانگی بہی رسمین ہوئین ساریان — وہی ماہ رویونکی تیاریان
زری پوشش ساری محل والیان — دکہاتی پہرین ہر طرف بالیان
کسیکا تہا جوڑا بسنتی رنگا — دُر و لعل نیلم سراسر جڑا
کوئی اپنی چنپا کلی کو سنوار — کہے تو چلی دیکہنے کر سنگار
کوئی گوندہ چوٹی پہن نورتن — خرامان خرامان پہرے گلبدن
پریزاد ساری لہکتی ہوئی — در و بام ساری مہکتی ہوئے
جو مہر النساء اوسکی ہمراز تہی — قیامت غضب اوسکی پشواز تہی
کسیکا جوڑا وہ گلفام کا — جگر جیسے پگڑی ہو بہرام کا
اگر دیکہ لے چرخ اوسکی بہار — کہے تو کرے ماہ و خور کو نثار
پری ہو کوئی یا کہ انسان ہو — ہر اک آن پر اوسکی قربان ہو
لگا جابجا ہونے بس راگ رنگ — کسی جا پہ ڈہولک کسی جا پہ چنگ
مراسن کا گانا وہ شادیکا دن — قیامت غضب بات پہ ننہی سواسن
دلہن کی پہر اوسنے تدبیر کی — غرض نزد اقارب تو قیر کی
پکائے بہت کہانے اقسام کے — کہین مصر کے اور کہین شام کے
کہلایا غرض اوسنے سبکو طعام — چہ اعلی چہ ادنا چہ باندی غلام
مطبخن کی اسدرجہ کثرت ہوئی — ہر اک کہانے والے کو نفرت ہوئی

بڑی دار اسدرجہ کہا نہ ہوا
گئے دو لو اوٹھکر کے خلوتمین جب
لگی ہونے آپس مین جب چھیڑ چھاڑ
چقین اور پردہ جواہر نگار
جو تہین ہم نشین اور ہم راز بس
ادہر اور ادہر سب گئین کام کو
لگاری وہ ہر طاق دیوار کا
چقین اور پردہ چمکتے ہوے
وہ بیٹھی ہوئی بادلے سے زمین
وہ روشن تہے یون جہاڑ بلور کے
پلنگ کی سجاوٹ دلہن کا سنگار
وہ بنّی کی بو باس مہندی کا رنگ
وہ لے ہاتہہ مین ہاتہہ تکلف تمام
کیا اسقدر اوسنے بوس و کنار
لگی ہاتا پائی مین وہ ہانسنے
کہ ہولی اسقدر ہاتا پائی مین چہوٹ
کہا اوسنے کتناری چہوڑ چہوڑ

ہر ایک کی زبان پر فسانہ ہوا
علیحدہ غرض ہو گئین سب کی سب
کئی بند مہر النساء نے کیواڑ
کہے تو دیئے چہوڑ سب ایکبار
ادہر اور ادہر ہو گئین ہنس کے وہ
بہانہ سے بس چہوڑ گلفام کو
جگہ جب پکڑی ہو گلزار کا
اور قیچی زری کے جھلکتے ہوے
سراپا لطافت مین عرش برین
منور ہون اشجار جون طور کے
سراپا لطافت سراپا بہار
عروسے کی راتین دلونکی امنگ
لگا چومنے موہنہ گل اندام کا
جواہر کی انگیا ہوئی تار تار
غرض چہولی کپڑونکو بس نا بنیے
جہانگیریان سب گئین اوسکی ٹوٹ
لیا اوسنے آخر کمر بند توڑ

چڑہا وہ لنشہ آدمی زاد پر — گیا بیٹھہ آخر پری زاد پر
لگا کرکے چہاتی مسلنے لگا — کبہی توکہ پہلو بدلنے لگا
ہم آغوش ہوتا کبہی شوق مین — لبونکو کبہی چومتا ذوق مین
مروڑا کبہی اوسنے پستانکو — غرض خوب رگڑا ابنی جانکو
کبہی لب بلب اور کبہی کف بکف — دیا ڈال موتی درون صدف
جو مقصد تہا دل کا وہ پورا ہوا — جواہر کی انگیا کا چورا ہوا
کبہی دستہ بوسی کبہی لب بلب — کبہی بادہ نوشی بعیش و طرب
اسی لطف مین شب وہ آخر ہوئی — کبہی توکہ بس صبح ظاہر ہوئی
نہا دہو کے دولو بصد آب وتاب — خرامان خرامان چلی کامیاب
گئی دنمین آیا وہ چوتہی کا روز — بہت خوش ہوا ماہ گیتی فروز
عزیز و اقارب امیر و وزیر — ہوئی رونق افزا صغیر و کبیر
علحدہ علحدہ ملاقات کی — غرض ہر طرحسے مدارات کی
ہوا پہر بہوڑا اوسی شان سے — زر و زیور و ساز و سامان سے
کبہی باپ کی گاہ شوہر کے گہر — اسی طرح رہتی تہی رشک قمر
مطالب بر آئی خوشی دل ہوئے — جو عقدے تہے مشکل وہ سب حل ہوئے
وہ مہر النسا جو تہی اوسکی ہشیر — ہوا اوسکا ہم جفت ابن وزیر
اسی طرحسے پہر بیاہا اوہنین — دولہا اور دلہن بنایا اوہنین

وہی مسکرانا گل اندام کا + وہی چھب دکھانا گلفام کا
وہی گھنگرون پاکا بجنا وہان + بدن نہر گدگدی تہرکنا عیان

داستان آفتاب کا بادشاہ سے اجازت لیکر واسطہ قدم بوسی والدین کو جانے مین

پلا ساقیا جام جمسے شراب + کرون ختم اب قصہ آفتاب
بہت روز گذرے پرستانمین + بسر عمر کی بس بنی جانمین
جدائی وطن کی گران بار ہے + گل تر مجھے بدتر از خار ہے
بجالاکے آداب وہ بے نظیر + گیا سامنے بیٹھہ بدر منیر
کہا مختصر اوسنے کچھہ حال کو + کیا منکشف اپنے جنجال کو
میرے متصل ملک تاتار ہے + قوی دست ہی اور جبار ہے
ہے بے داد گر نام وہان شہریار + مطیع اسکے ہین بہت اوسکی شہر و دیار
ہوا ہی غرور ایسا کم بخت کو + لیا چاہتا ہے میرے تخت کو
اگر وہانکے جاتے ہین تاخیر ہو + میرا خانمان پابہ زنجیر ہو
ہوا خط کے پڑہنے سے معلوم حال + پدر اور مادر کا ہے تنگ حال
جدا اسکا میری اونہین درد ہے + رخ لالہ گون سے لب زرد ہے
کوئی دنمین اب گھر کو جاتا ہونمین + پدر اور مادر سے ملتا ہونمین
اجازت کا تمسے طلبگار ہون + وطن اپنے جانے کو تیار ہون
خدا نے جو چاہا تو اولگا مین + دلہن ساتھہ مین اپنی لاؤنگا مین

کہا شہ نے تم خود ہی مختار ہو
نہایت لئیق اور ہشیار ہو

وطن کو اگر آپکا دل اوٹھا
یہان سے غرض آب و دانہ اوٹھا

رہے پاس تمکو بہی اسبا لکا
قطعہ ہو نہ رشتہ ملاقات کا

خطوں سے ملاقات جاری رہے
دل و جان سے الفت تمہاری رہے

وہان جاکے مت بہول جانا ہمیں
اگر ہوسکے تو بلانا ہمیں

جدا ہونا بیٹی کا مان باپ سے
بیان کیا کرون رنج ہی آپ سے

وہ مان ہوکے آشفتہ و دلفگار
گلے ملکے رونے لگی زار زار

کہا مان نے بیٹی کو سُن بات تو
رہیگی سدا اونمین دن رات تو

اگر کچھ کہے ساس مت بولیو
لب لعل شیرین کو مت کہولیو

نند کی اطاعت سدا کیجیو
دل و جان کو اوس پر فدا کیجیو

اطاعت سے کیجیو سدا کام تم
نکیجو میرا نام بدنام تم

کبہی پاؤن چوکہٹ پہ لانا نہین
بغیر حکم شوہر کے جانا نہین

ملایم طرح سے کرو بات کو
جو سسرال آوے ملاقات کو

نماز اور روزے پہ رکہنا نظر
فقیرونکو دینا سدا سیم و زر

بہو بیٹیان من کو مارے رہین
غرض ہر طرح گہر سنوارے رہین

دادائیان دیکہہ رونے لگین
تصدق دل و جان سے ہونے لگین

کسیکو نہ صبر او سنگہڑی ہو سکا
غرض اپنا بیگانہ سب رو پڑا

کوئی کہتی ماں کو کرو صبر تم
یہہ رونا نہیں آج اور کل کا ہے
اکیلی ہو جس وقت سوؤ گی تم
کوئی بلبلا کر کے رونے لگی
کوئی خاک سر پہ اوڑانے لگی
کسی نے کہا بھول جانا نہیں
کسی نے کہا یاد کیجو مجھے
جدائی سے دلگیر ہونے لگی
گلے سے لگایا کیا کہہ پیار
سبھوں کو تئین چھوڑ روتے ہوئے
خوشی سے گئی در پہ اس شہر کے
سپہ اور لشکر سے گہرا دیا
فقیروں کو دینار دینے لگا
کسی نے کہا شہ کو عالی جناب
گیا تھا جو گل اس گلستان سے
پری اور پریزاد تسخیر کر کہ
دولہن ساتہہ میں اپنی لایا ہے وہ

دے صد حزین رکھو جیو تم
تمہارا تو رونا عمر بھر کا ہے
تو اوس وقت بیٹی کو روؤ گی تم
گہر آنسوؤں کے پرونے لگی
کوئی پہاڑ کپڑوں کو جانے لگی
شکستہ دلوں کو ستانا نہیں
صحائف سے دل شاد کیجو مجھے
گلے سبکے مل ملکے رونی لگی
خدا تیرا حافظ کہا چل سد بار
یہاں اور وہاں اور ہوتے ہوئے
کنارے گیا بیٹھہ اک نہر کے
بہت متصل اوسنے ڈیرا دیا
ستمگر کو آزار دینے لگا
اب آیا ہے اس شہر میں آفتاب
اب آیا ہے ملک پرستان سے
بہت ساتہہ لایا ہے تدبیر کر
پرستان سے خوش باش آیا ہے وہ

بہت ساتھ ہے اوسکی جاہ و حشم | ہزاروں پرستار صد با خدم
خزانہ جسنے دی آگی اوس ماہ کی | کیا خوش طبیعت کو اوس شاہ کی
خلعت بھی دیا اور جواہر دیا | غرض ہر طرحکا زر و اہر دیا
وہ ملنے کو ماں باپکے شوق مین | چلا الغرض سر کے بل ذوق مین
وہ آپس مین جب باپ بیٹے ملے | غرض غنچہ و گل کی طرح سے کھلے
وہ لے اپنے یوسف کو آغوش مین | رہا مثل یعقوب کی جوش مین
تصدق ہوا اور اوسپر نثار | بہت مفلسونکو کیا مالدار
ملا اسطرح وہ دل و جان سے | ملے جیسے بلبل گلستان سے
خوشی سے نہ پھولا سماتا تھا وہ | غرض اپنی چھاتی لگاتا تھا وہ
وہ لے ہاتھ مین ہاتھ ماں باپکا | لگا کہنے بردہ ہون مین آپکا
ترحم کی مجھپر نظر کیجیے | خطا جو ہوئی سو عطا کیجیے
عزیز و اقارب سے ملتا تھا وہ | طرح غنچہ و گل کی کھلتا تھا وہ
محبوں سے اپنے ملاقات کی | ہنسی اور خوشی کی غرض بات کی
پرستا انکا احوال ظاہر کیا | عزیز و اقارب کو ماہر کیا
پرستانکی سبکو تحایف دیئے | سنہری روپہلی صحایف دیئے
وہ لے اپنی دولہن کو آب و تاب | محل مین گیا الغرض آفتاب
زنانے مکان مین اوتارا اودہر | زری بافتہ سے سنوارا اودہر

کہا ساس نے دیکھ اوس شاہ کو ‎ بجا ہے تصدق کرون جانکو

طلا اور زمرد پہنایا اوسے ‎ زمرد کا دریا بنایا اوسے

کہا گھر یہ تمکو مبارک رہے ‎ حیا کا سدا سر پہ تارک رہے

کبھی اوسکی صدقہ کبھی ہو نثار ‎ کرے دلہنونکی طرحسے سنگار

لگا اپنی چھاتی سے اوس نور کو ‎ لیا چوم مکھڑے کو مسرور ہو

کئی خوان ستھرے سے بادام کے ‎ دھرے سامنے لا کے گلفام کے

غرض ہر طرحسے مدارا کیا ‎ کہے تو کہ انکھونکا تارا کیا

محل مین جدی شادمانی ہوئی ‎ سبھونکے تئین زندگانی ہوئی

وہی نوبتین اور وہی شادیان ‎ وہی قہقہہ اور وہی شوخیان

یہان اور وہان ہر طرف رنگ تھا ‎ زمین و فلک دیکھکر دنگ تھا

کوئی دایرے لی بجانے لگی ‎ نشاط و طرب کو دکہانے لگی

وہی جابجا ناچ گلفام کا ‎ تھرکنا مٹکنا گل اندام کا

وہی شادمانی وہی غل ہوا ‎ نشاط و طرب کا تسلسل ہوا

وہی نوبتین اور وہی دھوم دہام ‎ وہی جابجا خلق کا اژدہام

عزیز و اقارب امیر و وزیر ‎ زری پوش سارے صغیر و کبیر

اوسے دیکھنے خلق آنے لگی ‎ دُر و لعل یاقوت لانے لگی

امیر اور وزیر اور اکابر تمام ‎ ہوئی آکے خدمتمین بہر سلام

دئے ہاتہ بوسی کو ساری وزیر | بہت خوش ہوئے سب صغیر و کبیر
لگے تہنیت دینے سب شاہ کو | یہہ گل اس گلستانمین بابار ہو
عصا تیری پیری کا دایم رہے | یہہ گل اس گلستانمین دایم رہے
ادہر ماہتاب اور ادہر آفتاب | لگے پینے اس مین ملکہ شراب
لگی رہنے دن رات آرام سے | سدا لب بلب ساغر و جام سے
کبھی نقل بادام کشنیز کا | ذخیرہ تہا موجود ہر چیز کا
کبھی بادہ مستی کبھی بادہ نوش | جوانیکا عالم وہ جوش و خروش
ملا لب سے لب اوس گل اندام کو | سدا بوسے لیتا تہا گلفام سے
ہوا دور اسد بجہ وہان رنج تہا | نہ لیتا کوئی نام شطرنج تہا
خوشی کی کہون اور کیا تمسے بات | تہا دن عید اور رات تہی شبرات

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

پلا ساقیا ساغر دل پسند | کیا آسمان نے مجہے مستمند
سدا اسکے ہاتہو سے مجبور ہون | تہی دست ہون اور رنجور ہون
خدا سے مناجات کرتا ہون مین | عیان اپنی حاجات کرتا ہون مین
بضاعت نہین پاس کہتا ہون مین | نظر اوسکی رحمت پہ رکہتا ہون مین
برآوین میرے کار دنیا و دین | خدایا بحق رسول امین +
بحق علی و آل بتول + | دعا مجہہ گنہگار کی ہو قبول

میرا نخل امید ہو بار ور ‏ ‏ تیری فضل سے داور دادگر
بہت تنگ دستی سے لاچار ہون ‏ ‏ نظر مین جہان کے بہت خوار ہون
جہان مین ہون بے زر کی یون خوار بخت ‏ ‏ کہ ہو جیسی بستان مین بے پہل درخت
میرے کام بے زر کے ابتر ہوئے ‏ ‏ تفکر تردد کے دفتر ہوئے
تفکر تردد وہ رنج و الم ‏ ‏ تیرے فضل سے دور ہو یکقلم
زمانہ بہت تنگ کرنے لگا ‏ ‏ غرض ہر کوئی جنگ کرنے لگا
میری اب تکالیف کو دور کر ‏ ‏ غرض اپنی رحمت سے مسرور کر
رحم کر تو ہے ارحم الراحمین ‏ ‏ تیرا نام ہے اکرم الاکرمین
خطا جو ہوئی سہو سے معاف کر ‏ ‏ سیاہی گناہونکی بس صاف کر
نجاؤن کبھی در سے مین آپکے ‏ ‏ گنہ بخشدو میرے میری مان باپکے
بحق حسن اور بحق حسین ‏ ‏ میرے باغ جنت مین ہون والدین
مجھے صاحب ملک اور مال کر ‏ ‏ سکندر منش صاحب اقبال کر
جہان تا جہان نام آور ہو مین ‏ ‏ دیار ظلامت مین داور ہو مین
عزیز و اقارب مین لیل و نہار ‏ ‏ شگفتہ رہون مثل باغ و بہار
رہون مین ندیمو نمین آب و تاب ‏ ‏ درخشان برنگ مہ و آفتاب
عزیز و اقارب رفیق و شفیق ‏ ‏ تیری بحر رحمت مین ہوین غریق
میری دشمنو کو سدا خوار رکھہ ‏ ‏ بزندان لعنت گرفتار رکھہ

رہوں دین و دنیا مین صدر با طرب
بحق محمد رسول عرب

ملا جسطرح باپ سے آفتاب
ملے میرا دلبر بہی یارب شتاب

جدا اسکا اب مجھکو یارا نہین
سوا وصل سکے اور چارا نہین

سدا ہجر مین اوسکے بیتاب ہون
غرض مثل مچھلی کی بیآب ہون

نہ گل سے محبت نہ گلزار سے
لگا دل میرا روئے دلدار سے

نہ کہانا نہ پینا نہ سونا مجھے
خوش آتا ہے ہر وقت رونا مجھے

جدائی بڑا سخت آزار ہے
کہ ہر شخص اسمین گرفتار ہے

کسیکو نہو درد ہجر انکا داغ
رہے سبکا روشن ہمیشہ چراغ

جو بچہڑے ہین یا مین سبکے الہی ملین
طرح غنچہ و گل کی باہم کہلین

دعا یہہ کیا مثنوی کو تمام
پڑہو سب نبی پر درود و سلام

یہہ ہے مثنوی اک در بے نظیر
سراپا لطافت مین مہر منیر

یہہ ہے گلستان اک مضامین کا
حقیقت مین ہے میکدہ چین کا

نہین مثنوی بلکہ گلشن ہے یہہ
سراپا سجاوٹ مین جوشن ہے یہہ

سخن سے کے غرض لے کے شمشیر مین
کیا ہے پرستانکو تسخیر مین

در فکر کو جب مہیا کیا
مضامین کا تب تہیا کیا

شب و روز جب خون کہایا ہے مین
تو دریا سخن کا بہایا ہے مین

جو منصف سنین گے کہین گے ضرور
یہہ ہے مثنوی جلوۂ کوہ طور

صلہ اسکا دی گر ہوئی اور مول	دُر و لعل و نیلم کو دی تول تول
سخن سنج سے ہے میری التجا	نہ ہو طعن زن مجھپہ بہر خدا
خطا جو ہوئی درگذر کیجیو	میری بیکسی پر نظر کیجیو
دعا سے سدا یاد کیجیو مجھے	بھلائی سے بس شاد کیجیو مجھے
کیا اسکی تاریخ کا فکر جب	ہتی بارہ سو ننانوی سال تب

تمام شد — سنہ ۱۲۹۹ ہجری

مثنوی مہر منیر یعنی رشک بدر منیر من تصنیف محمد جان متخلص بفرحت ولد مولوی سعید الدین بن قاضی امین الدین محسنی صدیقی سہارنپوری تحریر بتاریخ ۶ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری کو بفضل خداوند کریم سے تمام ہوئی یعنی تصنیف سے فراغت پائی یہہ دعا ہے کریم کارساز اپنی کرم اور فضل سے اس کتاب کو قبول اور منظور فرماوے فقط بتاریخ ۱۰ فروری ۱۸۸۵ع

نقاش کاتب الحروف منشی عظیم خان

ساکن سہارنپور عفی عنہ

بہ تصحیح حشمت حسین

ساکن سہارنپور

قصاید در نعت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تعالی اللہ کیا رتبہ ہے مداح پیمبر کا
بچھا دیتا ہے فرش چاندنی چاند اپنی چادر کا

لکھوں گر وصف دندان مبارک تا بہ گوہر کا
زمین شعر میں دریا رواں ہو آب گوہر کا

لکھوں گر وصف زلف عنبر افشاں پیمبر کا
ہے صلی علی صلی علی النقش مسطر کا

گل و گلزار دیوانہ ہے تیری بزم رنگیں کا
غضب باغ بہاری مدح خواں ہے تیری بستر کا

تیری فرق مبارک پر ہزاروں زیب دیتا ہے
بجز تاج نبوت کے نہیں ہے تاج گوہر کا

ہم آغوشی سے تیری خاک گلگونہ ہے حوروں کا
سلامی ہے تیری ابرواں ہے رتبہ چرخ اخضر کا

وہ ہم پہلو ہے یوں زلف سیہ رخسار گلگوں سے
سیہ پر بہاری ہیں ہیچ جوں خورشید خاور کا

لب دندان سے کیا نسبت ہے تیری لعل و گوہر کو
وہ جوہر ہے بدخشانی یہ پانی ہے سمندر کا

بہار جنت الفردوس دنیا میں اسی حاصل
ملا ہے جسکو اے جان جہاں نقشہ تیرے گھر کا

عروسان بہاری جلوہ آرام ہیں رنگیں میں
عروسان چمن ہیں شگفتہ باہیں مطلب تر کا

چراغ عقل گل ہے عقل کل کا قمر حشمت میں
دبیر آفرینش ہے محافظ تیرے دفتر کا

کہ وہ حور و غلمان اپنی زلف عنبر افشاں سے
بہاریں نکہارتے ہیں صحن و مساجد منبر کا

تمنا ہے کہ اپنا طائر روح وقت بخشش تک
رہے یارب ہمیشہ نغمہ سنجاں بوس گل تر کا

[illegible]

وہ یون مہرِ نبوت جلوہ گر تہی پُشتِ حضرت پر ۔ کلام اللہ پہ طغرا ہو جیسی خوش قلم زر کا
قدِ رعنا سی کیا نسبت ہی تیری سروِ بستانکو ۔ وہ چوبِ نا تراشیدہ ہی سرکش اور بے بر کا
اوڑا جاتا ہی اپنا طایرِ دل دشتِ یثرب کو ۔ بیان جون جون وہ کرتی زایران ہین گنبدِ اخضر کا
نسیمِ صبح یثرب مین ہماری گل سی یہہ کہنا ۔ لبون پر دم ہی تیری عندلیبِ زار مضطر کا
تمنا ہی کہ جا دیکہون فزائی دشتِ یثرب کو ۔ بندہا ہی طایرِ دل مین تصورِ دشت اور بر کا
چمن ہی گل فشان اور گل پہ بلبل نغمہ آرا سے ۔ دکہا جلوہ ذرا تو ہی قدِ رشکِ صنوبر کا
صحابا یون تہی محبوبِ خدا پر مبتلا حسرت ۔ شب جون چاردہ مین چاند پر جہرمٹ ہو اختر کا

قصیدہ دیگر

خدا سی کم زیادہ سب سی ہی رتبہ محمد کا ۔ نہ کچہہ اس مین بناوٹ ہی نہ ہی کلمہ خوشامد کا
گری سارے زمین پر سر کی بل اصنام کعبہ مین ۔ ہوا زیرِ فلک چرچا جب اوسکی آمد آمد کا
بیان کب مجھسی ہو اوصاف اوسکی بزمِ نگین کا ۔ خراجِ ہفت کشور ایک بوٹہ اوسکی مسند کا
کئی کتنی کتب منسوخ دم مین جبکہ ناطق سی ۔ پڑہا ظاہر مین گو اوسنی نہین اک حرفِ ابجد کا
چراغِ مہر و مہ لیکر کے ڈہونڈہ چرخِ اخضر نی ۔ نہ پایا ساری عالم مین تمہاری خال او خد کا
برہنہ پا چلی حور و ملک بہرِ قدمبوسی ۔ فلک پر غل ہوا جس وقت اوسکی آمد آمد کا
کبہی یادِ خدا کرتا کبہی تلقین امت کو ۔ کیا کیا کسطرح گلزار نام اپنی اب جد کا
مہ و خورشید تا انجم نہوتے جلوہ گر ہرگز ۔ جہانمین گر خدا پیدا نکرتا نور احمد کا
کرون کحل البصر صبح و مسا آہو نہ ہر دم ۔ میسر ہو غبار ای کاش مجہکو تیری مرقد کا
گرد ہی قدسیان لاکہون کرورون سیکڑون ہر دم ۔ کرین جاروب کش صبح و مسا پلکون سی مرقد کا

مدینے میں پہونچکر یا رسول اللہ تیرے در پر — مجاور بنکے بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا

تمنا ہے تیرے کوچہ کی جاروبی میسر ہو مجھے — نہ خواہان سیم و زر کا ہوں نہ طالب ہوں زمرد کا

گلاب و مشک و عنبر کو نہ لوں میں مفت بھی ہرگز — میسر ہو پسینا کاش مجھکو روے احمد کا

قیامت میں اگر پوچھیگا مجھسے خالق اکبر — جھکا کر سر کہونگا میں کہ حامد ہوں محمد کا

مزا قند و شکر کا منہ میں آتا ہے حضرت — محبت سے میں جبدم نام لیتا ہوں محمد کا

مناجات دیگر

بستر خاک تیرے کوچہ کا سرور مجھکو — تخت طاؤس سے بہتر ہے مقرر مجھکو

ہو گدائی تیرے کوچہ کی میسر مجھکو — چاہئے ملک سلیمان نہ سکندر مجھکو

میں ہوں مشتاق تمہارے رخ انور کا حضور — رحم فرما کے دکھاؤ رخ انور مجھکو

آپکے روضۂ منور کا طلبگار ہوں میں — چاہئے سیم و طلا اور نہ جواہر مجھکو

میں کہونگا یہ قیامت کو رسول عربی — جام کوثر سے پلا ساقی کوثر مجھکو

زلف مشکین کا محمد کے خریدار ہوں میں — کیوڑا مجھکو ہے مطلوب نہ عنبر مجھکو

اوڑکے جاؤں تیرے روضہ پہ مثال طایر — بال و پر بخشے اگر خالق اکبر مجھکو

ہوں میں مداح ترا ہاشمی و مطلبی — آب کوثر سے پلا تا کوئی ساغر مجھکو

میں ہوں عاشق رخ زیبائے نبی کا فرحت — فائدہ دیگا نہ فصاد کا نشتر مجھکو

تمام شد مناجات

مناجات دیگر

جہاں ہے زیر فرمان محمدؐ — ملایک ہیں ثنا خوان محمدؐ

ہوا ہے جیسے حکمت مین فلاطون — ہزاروں ایسے دربان محمد
کئی دو چاند کے ٹکڑے سے فلک پر — یہ ادنا شان ہر شان محمد
یہی کہتے ہین سب حور و ملایک — چلو دیکہین شبستان محمد
فریدون سے زیادہ شوکت و شان — رہے ادنا غلامان محمد
نہ دیکہے پہر کبہی بلبل چمن کو — جو دیکہے روئے تابان محمد
ہوا ہے سینہ مین گوہر کے سوراخ — ہین دیکہے جب دندان محمد
گل فردوس سے خار مدینہ — ہے خوش در چشم یاران محمد
تمنا ہی بہت مدت سے دل کو — دکہا یارب شبستان محمد
تہ و بالا زمین و آسمان ہو — نہ ہو گر زیر فرمان محمد
ملایک عرش اعظم پر شب و روز — پڑہین صلواۃ بر جان محمد
ہوا ہے شرم سے گوہر تہ آب — کہین دیکہے ہین دندان محمد
گنہ فرحت کے یارب بخشدیجو — بصدق چار یاران محمد

غزل

میری دلبر کے پیشانی پہ کل سو تیکا جو تہا — تجلی بخش عالم تہا ضیائے مہر انور تہا
تیری مجنون کا او لیلا عجب کچہ حال ابتر تہا — گریبان چاک تا دامن نہ تکیہ تہا نہ بستر تہا
خبر پاکر رقیبون کی میری کل بزم جانان مین — او تہا رکہا بہی سامان نہ مینا تہا نہ ساغر تہا
کہا قاصد نے دلبر سے تیرا دیوانہ جنگل مین — گریبان چاک کرتا تہا اوڑاتا خاک پر سر تہا
اوڑایا اپنی کوٹہے سے جو کل تمنے کبوتر کو — دل مضطر ہمارا تہا کہ گردان کبوتر تہا

تیری کوچے میں گل لیا گیا گذرا [illegible]
کبھی اسیر زیر شمشیر تھا کبھی سر زیر شہپر آیا

دکھا اک جھمکا بالی کو [illegible]
شتابی [illegible] کہ [illegible] آیا

غزل

اوٹھ کر جھری [illegible] کر جو آفتاب آیا
پکارے خاور [illegible] ادھر آفتاب آیا

ہزار آفرین قاصد کو جو ہزار برس
آگیا [illegible] میں نامہ کا جواب آیا

میں اشارہ دیا [illegible] خدا والے
بچایا [illegible] آنکھ [illegible] آب آیا

پکاری بلبل [illegible] چمن [illegible]
جواب [illegible] آیا ان کا جواب آیا

ادھر [illegible] دیکھا [illegible]
کہو [illegible] خراب آیا

لگی نہ آنکھ [illegible] چمن میں نرگس کی
الہی کیا کوئی گلشن میں خواب آیا

وہ ناقبول ہوئی تیری [illegible]
نہ آیا [illegible] نقشہ [illegible] کباب آیا

غزل

سر تیری میں جا کے [illegible]
نہ [illegible] کوئی مہربان اپنا

جلا کر خاک کر دیگا زمین و آسمان [illegible]
اگر نکلا کبھی سینہ سے آتش فشان اپنا

کہا بلبل نے [illegible] گلشن [illegible]
کیا ہی جا کے [illegible] جلا [illegible] آشیان اپنا

اثر آتش کا رکھا ہی خدا [illegible]
جلا گلشن میں آتش سے [illegible] مرغ [illegible] اپنا

خبر ہو کس طرح [illegible] میری [illegible]
نہ کوئی نامہ بر اپنا نہ کوئی قصہ خوان اپنا

وہاں [illegible]
یہاں ہمدم [illegible] درد نہان اپنا

دل و دین [illegible] صبر و قرار و آرام ای [illegible]
لٹا کو [illegible] اوس [illegible] کا روان اپنا

غزل دیگر

سرِ محفل جو اوس گل نے نقاب اپنا اوٹھایا ہے
ستم گر انجمن مین شمع کو کیا کیا جلایا ہے

رقیبون نے تیری محفل مین کیا کیا دخل پایا ہے
جسے چاہا بٹھایا ہے جسے چاہا اوٹھایا ہے

سنا ہے ہمنے قاصد سے کہ اوس مہرِ درخشان نے
جڑاو موتیو لگا آجکل زیور بنایا ہے

نکلکر قبر سے کیونکہ نہ ہون پابوس دلبر کا
چڑھانے پھول تربت پر بڑی محنت سے آیا ہے

رقیبون نے جلالی کو ہمارے سیرِ گلشن مین
ڈوپٹہ کامدانی کا پہر سیر کو اوڑھایا ہے

نہ آیا رحم اوسے. دردِ قاتل کو تہِ خنجر
تمامی حال دل اپنا مین رو رو کر سنایا ہے

گمان ہوتا ہے عالم کو گلی مین اوسکی سیلی کا
مین پڑھکر سورۂ اخلاص کو گنڈا پہنایا ہے

تکلف کا بیان کیا کیا کرون مین بزمِ جانان کا
تمامی کا ہر اک جا فرش شاہانہ بچھایا ہے

الطبیبا دیکھکر بولی مریضِ عشق کو فرحت
نہین ہے مرض کچھ اسکو پری دیون کا سایا ہے

دلِ زخمِ محبت کو نگاہِ یار کافی ہے
بجائے سرو اے دلبر تیری رفتار کافی ہے

اسیرِ دامِ الفت کو نہین حاجت سلاسل کی
مگر دل بستگی کو کاکلِ دلدار کافی ہے

نہ قشقہ نہ سجدہ نہ ترکِ مسلمانی
بتونکی بیانس لینی کو فقط زنار کافی ہے

فغان بر لب گریبان چاک چشمِ تر کی طغیانی
ہماری دردِ الفت کو یہی اظہار کافی ہے

برہمن بتکدہ مین سجدہ آرا شیخ مسجد مین
ہمی ہر دم طوافِ کوچۂ دلدار کافی ہے

تو رکھہ وردِ زبان اے دل سدا کلمہ شہادت کا
یہی مونس ہے ہمدم ہے یہی غمخوار کافی ہے

کسی کے در پہ نہ جا اے درِ معبود سے اوٹھکر
یہی مالک یہی مولا یہی سردار کافی ہے

کیا شق القمر حضرت نے انگشت شہادت سے
شواہد کو نبوت کی یہی اظہار کافی ہے

نہیں ہے خوف کچھ مجھکو شب تاریک مرقد کی
محمد مصطفی کا چاند سا رخسار کافی ہے

برہمن بت کا بندہ ہے تو زاہد حور و غلمان کا
ہمے ہر دم خیال صورت غفار کافی ہے

ہزاروں سے یکسو لاکھوں عدو ہوں گرچہ زور آور
ہمیں نام خدا اور حیدر کرار کافی ہے

زہد پر ناز زاہد کو تو واعظ کو کتابوں پر
ہمے ای ہمدموں اک احمد مختار کافی ہے

ابابکر و عمر ہیں دوستدار سرور عالم
یہی آٹھوں پہر صبح و مسا تکرار کافی ہے

نچھوڑا بعد مرنیکی بہی دامان پیمبر کو
دلائیل اہل سنت کو یہی بسیار کافی ہے

گدائی گر کرے ای دل تو کر آل پیمبر کی
بسر اوقات ہونے کو یہی سرکار کافی ہے

مدینے میں پہونچکر پہر نجا فرحت کسی در پر
یہی کونچہ یہی چوکہٹ یہی دربار کافی ہے

نہ برق ابر باران ہے نہ صبر رفو مختہ ہے
پس پردہ ہمارا دل تری فرقت مین مضطر ہے

بچے کیونکر متاع دل ہمارا شہر خوبان مین
کہیں ابرو کہیں عارض کہیں زلف معنبر ہے

کہا فصاد سے مجنون نے کیون نشتر لگاتا ہے
لگی الفت کی رگ رگ مین جہان ہے نوک نشتر ہے

کرون کیونکر نہ مین سجدہ بتونکو دم بدم زاہد
میری پہلو بہ پہلو آجکل ہندو کی دختر ہے

یہان تشنہ دہانی سے دگرگون حال ہے اپنا
وہان گردش مین ہر دم ہر گہڑی مینا و ساغر ہے

کبہی چشم ترحم سے ادہر بہی دیکھنا دلبر
تری فرقت مین اک مدت سے میرا حال ابتر ہے

ذرا قاصد یہہ اوس سنگدل سے خدا کے واسطے کہنا

پھرے ہے کوچہ مین اک مدت سے فرحت خاک بر سر ہے

چڑھا دیتے ہو لکا سہرہ وہ جو پھر لگاتی ہین
ستارہ چاند بغیرت سے شفق مین مونہہ چھپاتی ہین

شب تاریک مین ہوتا گمان ہے روز روشن کا
جو اپنی عارض تابان سے وہ پردہ اوٹھاتی ہین

خفا ہوتا ہی خلوت مین ہمیشہ قصہ خوانون پر
فسانہ درد الفت کا اگر اونکو سناتی ہین

جو دیکھا بزم مین جاکر تو اغیار کی خاطر
مئی گلرنگ کا ساغر کف رنگین مین لاتی ہین

دوپٹہ سر سے سرکا کر پہن خلخال پاؤن مین
پہر بازار اغیارونمین پہر سے جاتی ہین

سنا ہے آجکل ہے حسینان جہان اکثر
مجالس اور محفل مین غزل فرحت کی گاتی ہین

سر برہنہ تیری کوچہ مین ہین جانان کتنے
چشم تر کتنے ہین اور چاک گریبان کتنے

پھر گیا ہے زمانہ تیری الفت مین صنم
تشنہ خون کتنے ہین اور جان کے خواہان کتنے

بزم مین رات جو اولٹا رخ جانان سے نقاب
ہو گئی دیکھ اوسے گبر مسلمان کتنے

پردہ محمل کا اوٹھا کے جو دیکھا تو لیلی
پھر تو مجنون نے کئی چاک ہین دامان کتنے

آیا گلزار مین جسوقت وہ رشک شمشاد
ہو گئے تسلیم جھکے سرو خرامان کتنے

بار لے جاتی ہین وہان ہمدمون سامان سے
پارہ پارہ یہان ہوتی ہین گریبان کتنے

ایک عاشق تیرا فرحت ہی نہین ہے جانان
سر پٹکتی ہین پس دیوار ہین شاہان کتنے

کھلی آ چمن مین آج مرکب اصفہانی ہے
ہوا کہہ تختہ چمن کا کشت زار زعفرانی ہے

ہمارے دلربا کی کچھہ عجب طرز بیانی ہے
مقابل جسکی زہرہ بھول جاتی لن ترانی ہے

یہان خون جگر کھا کھا کی اپنی زندگانی ہے
وہان اوٹھو نیہ لب پر شراب ارغوانی ہے

کسیکی کی ساتھہ مل بیٹھو نشاط جاودانی ہے
کوئی دلکا یہہ حضرت آپ پر جوبن جوانی ہے

مریض عشق کو اسدرجہ پہونچی ناتوانی ہے
اوٹھانا سر کو تکیہ سے گرانی صد گرانی ہے

حقیقت مین تمہارے عارض پرنور کے آگے
جمال ماہ کنعان اک فسانہ کہانی ہے

فصیحان عجم کہتے ہین خوش ہو ہو کے فرحت کو
حقیقت مین وہ اپنے عصر کا بابا فغانی ہے

گرہ شاید کھلی زلف دوتا کی
معطر جیب ہے باد صبا کی

کل اونے اپنی ابرو کو بنا کی
ہماری قتل کو خنجر صفا کی

شب ہجران کی اللہ رے درازی
کرے ہے ہمسری روز جزا کی

یہان ہوتی ہے ٹکڑے جیب ہر دم
وہان ہوتی ہے تیاری قبا کی

پس مردن بھی یہہ حالت ہے اپنی
بگولہ بنکی خاک اکثر اوڑا کی

یہان مین رات رو رو کر بسر کی
وہان غیرون سے وہ ہر دم ہنسا کی

برستی ہے جہان سے یاس و حسرت
پتا تربت کا ہے مجھہ بے نوا کی

گفار ستاتا ہے جو مجھ پر بیداد
خدا جانے مین کیا اوسکی خطا کی

لگی ہر دم رہے ہے اوسکے پا کو
عجب قسمت ہے اللہ رے حنا کی

لگا ہرگز نہ سینہ سے مری ہائے
بہت مین اوسکے آگے التجا کی

ہوا مجھکو گمان آیا ہے دلبر
کسیکی پاؤں کی گر آہٹ سنا کی

ادہر جاتی ہے فرقت مین میری جان
اودہر پابند وہ شرم و حیا کی

ہوئی ہرگز خبر اوسکو نہ فرحت
پس دیوار صبح تک بکا کی

کنگہی سے اونی مانگ جمائی تمام رات
شانہ کی دیکھو کیسی بنائی تمام رات

اللہ تیری نیند نہ جاگی سحر تلک
زنجیر مینے در کی ہلائی تمام رات

رو رو کے مینے خون کا دریا بہا دیا
ہاتہو مین اوسنے مہندی رچائی تمام رات

عاشق نے تیری ہجر مین ای رشک ماہتاب
شکل بگولہ خاک اوڑائی تمام رات

راضی ہوا نہ بوسے کے دینی مین وہ صنم
صد ہا طرح سے بات ملائی تمام رات

قسمین کہی خدا کی کبہی مصطفی کی دین
ہرگز وہ میری پاس نہ آئی تمام رات

اوس سنگدل نے میری پس مرگ گور پر
ٹہوکر لگا کے خاک اوڑائی تمام رات

فرقت مین تیری اس دل نالان نے ای صنم
اک لاکہہ من کی سل تہی اوٹہائی تمام رات

محفل مین اوس صنم نے گلابی رقیب کو
مجہکو دکہا دکہا کے پلائی تمام رات

لاکہون دکہائی اوسکو تماشہ نئی نئی
تکیہ سے پر جبین نہ اوٹہائی تمام رات

فرحت وہ آپ سو یا نہ سونی دیا مجھے
قصہ کہانیو مین گنوائی تمام رات

بہار آئی ای ساقی چلو اب سیر گلشن کو
کہا آراستہ سو سو طرح بلبل نے سوسن کو

ادہر بھی دیکھنا او بت خدا کی واسطہ اکدم ‌ ‌ ‌ پڑی ہین پاؤن مین چھالہ گیسی مین اثر بانمری

کہا بلبل نے رو رو کر گل نسبی تاک مین ہر دم ‌ ‌ ‌ ادہر صیاد تیھا ہی ادہر ہی باغبان میری

جڑاؤ موتیونکی وہان ملین سے گی قصر اہی فرحت

اگرچہ تنگ ہستی مین کٹی ہے عمر یہان میری

آج محفل مین وہ رشک ماہتاب آنی کو ہی ‌ ‌ ‌ طرفہ تر یہ ماجرا ہی بے نقاب آنی کو ہی

آنکھین اپنی بند کر لو حشر مین ہوگی ندا ‌ ‌ ‌ فاطمہ بنت محمد بے نقاب آنے کو ہی

کیون نہو عشق ہر بین پر آج کل میرا دماغ ‌ ‌ ‌ اوسکی جانب سی میری خط کا جواب آنی کو ہی

ننہی سن مین کر دئی لاکہون کٹر ون نیم جان ‌ ‌ ‌ خیر ہی اوس ماہ رو پر اب شباب آنے کو ہی

بیٹہی تہی محفل مین بوسہ جو اوس گلفام سی ‌ ‌ ‌ ہنسکے یہ کہنی لگا آنکھون مین خواب آنی کو ہی

ہین ہزار افسون طرفہ کربلا مین بار بار ‌ ‌ ‌ آسمان سی اب کوئی دم مین عذاب آنے کو ہی

سر کے بل فرحت چلو اب کوچہ دلدار مین ‌ ‌ ‌ آج کوٹہی پر وہ مہ رو بے حجاب آنی کو ہی

غزل دیگر

تیری ہی سی دار گیر کہین فتنہ زا کہین ‌ ‌ ‌ سرمہ کہین ہی پان کہین اور حنا کہین

کیون کہہ جاتی کوچہ مین اوسکی متاع دل ‌ ‌ ‌ عشوی کہین ہی ناز کہین اور ادا کہین

کیسی ادا سی نکلی ہی بن ٹہن کی سیر کو ‌ ‌ ‌ پٹکا کہین کنارہ کہین اور قبا کہین

مشت غبار کر کے میری جسم زار کو ‌ ‌ ‌ کوچہ مین اوس پری کی اوڑا ناذرا کہین

شور و فغان ہی کوچہ مین اوسکی تمام دن ‌ ‌ ‌ ماتم کدہ کہین ہی وہ یا کربلا کہین

کیونکر مین جاؤن کوچۂ میں دسن گل کی ترجمہ — گالی کہین ہے مار کہین اور جفا کہین
کہتا ہے مجھکو دیکھکے وہ رشک ماہتاب — آجائیے اسکو موت تو جائے بلا کہین
کہنا حسین ابن علی کو میرا سلام — پہونچے نسیم صبح اگر کربلا کہین
دل چاہتا ہے روضۂ اقدس پہ ہون نثار — لیجا صبا اوڑا کے مدینے ذرا کہین
ہے میری عرض آپ سے ای نور دو جہان — لیجاؤ منہ سے مجھے پہر خدا کہین

فرحت تیری فراق مین ہے جان بلب صنم
پردہ خدا کی واسطے جلدی اوٹھا کہین

اسیر زلف پیچان ہوگی کوئی یار مین آکی — رہائی غیر ممکن ہے کہ اب دربار مین آکی
نہ نکلے گا کبھی وہ غیرت شمس و قمر گہر سی — وہ یوسف ہے جو بکنی کو بہلا بازار مین آئی
پکارے بلبل و قمری چمن مین مرحبا اوسکو — اگر وہ غیرت سرو سہی گلزار مین آئے
ہمارے اوس پری پیکر نے اعہد باتو مین — کہ بوسے دینے و خالی تک نہ بس گفتار مین آئے
خدا سے پہر نہ مانگے باغ جنت کو کبہی زاہد — اگر اک مرتبہ وہ کوچۂ دلدار مین آئے
تیرے آنے سے جی جاتے ہین مردے سیکڑون لاکہون — قیامت ہے ستمگر کیا تیری رفتار مین آئے
بہار باغ جنت اوسکو بخشیگا خدا ای شاہ — رسول اللہ کے جو سایۂ دیوار مین آئے
زمین و آسمان مین اک ہوا شور و فغان برپا — کہ جب مسلم کی فرزندونکی سر دربار مین آئے
پس مردن ہی اپنی استخوان مرقد سے ای فرحت — ہر نگ خاک بادا اوڑکے کوئی یار مین آئے

تمت تمام شد

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

ف م ۸۹۱٫۴۳۱

مثنوی مرتب

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ
۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس علمی، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کی میعاد پر لے سکیں گے۔
۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کی میعاد پر لے سکیں گے۔
۳- طلبا جن کا نام درج شدہ ہو دو کتابیں بی۔ اے۔ اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ کی میعاد پر لے سکیں گے۔
۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیرانہ لیا جائے گا۔
۵- نشان زدہ مرجع کی کتابیں گو جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کیلئے حسب ضابطہ خاص کتب خانہ کی اجازت لازم ہے۔
۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔
۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا پنسل سے نہ لکھا جائے۔
۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط